خُدا کو جاننے

کے

سات بھید

مینارِ کُتب

خُدا کو جاننے
کے
سات بھید

"ہم پر خُدا نے اُن کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے۔" انجیلِ جلیل ۱۔کرنتھیوں ۲ : ۱۰

ناشرین

ایم۔ آئی۔ کے

۳۶ فیروز پور روڈ
لاہور

بار ——————————— ہفتم

تعداد ——————————— ایک ہزار

قیمت ——————————— ۵ روپے

۱۹۹۵ء

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے طفیل آرٹ پرنٹرز، لاہور
سے چھپوا کر شائع کیا۔

فہرستِ مضامین

۱۔ آسودگی کا بھید۔ زندگی کی روٹی۔
۲۔ نور کا بھید۔ دُنیا کا نور۔
۳۔ رسائی کا بھید۔ دروازہ۔
۴۔ قیادت کا بھید۔ چرواہا۔
۵۔ زندگی کا بھید۔ قیامت اور زندگی۔
۶۔ ترقی کا بھید۔ راہ، حق اور زندگی۔
۷۔ شراکت کا بھید۔ انگور کی بیل۔

رحمان و رحیم خدا تعالےٰ کے نام سے

پیش لفظ

خُدا تعالےٰ کی حمد و تعریف ہو جس نے اپنے بڑے فضل سے اپنے طالبوں کے لئے اَیسی اچھی چیزیں تیار کی ہیں جو ادراک سے باہر ہیں۔ عزت و تعظیم اُسی کی ہو جس نے اپنے رُوحِ اقدس کے وسیلے اُنہیں ہم پر ظاہر فرمایا۔ آمین۔

خدا تعالےٰ کا طالب وہی شخص ہے جو الٰہی صداقت اور الٰہی قدرت کے بھیدوں کو معلوم کرنے کا آرزو مند رہتا ہے۔ وہ دیدنی لیکن بے جان صدف کو چھوڑ کر مروارید تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے یعنی وہ اُس نادیدنی شے کی تلاش میں رہتا ہے جو ابدی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ ہم مسیحی خدا تعالےٰ کے اَیسے ہی متلاشیوں کے ہم جلیس و ہم نواء ہیں۔ چنانچہ حضورِ المسیح کے ایک حواری کی شہادت ہے کہ "ہم دیکھی ہوئی چیزوں پر نہیں بلکہ اندیکھی چیزوں پر نظر کرتے ہیں کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چند روزہ ہیں مگر اندیکھی چیزیں ابدی ہیں" (انجیل جلیل، ۲-کرنتھیوں ۴: ۱۸)۔

ہم صدف کو یعنی اِس زندگی کی دیدنی اشیاء مثلاً عزت، خوراک، لباس خاندان کی خوشی، دوستی اور علم کے فوائد وغیرہ کو ناچیز نہیں جانتے لیکن

ہمارا مقصد اعلےٰ اُس دُرِ حقیقی کو پانا ہے جو خدائے واحد خود ہے۔

عزیز ہمسفر بھائیو ہماری بھی آپ کی طرح دِلی آرزو یہی ہے کہ ہم اِس گراں بہا مروارید تک رسائی حاصِل کریں چاہے صدف کو توڑنے میں ہمیں دیدنی اشیا کی کتنی ہی قربانی کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ ہم خدا تعالےٰ کے ساتھ رفاقت و شراکت کے متمنّی ہیں، خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی بھاری قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔

ہم آپ کو ایک ایسی راہ کی خوشخبری دیتے ہیں جس پر پہلے ہی قدم پر ہمیں بے بیان خوشی اور بے قیاس اطمینان حاصل ہوا۔ مگر اِس اطمینان اور خوشی کا انحصار انسانی مساعی، اعمالِ حسنہ، شب بیداری اور مراقبہ پر نہیں بلکہ یہ ہماری رُوح پر حضور المسیح کے انکشاف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ اس دنیا میں اِس لئے مبعوث ہوئے کہ اپنے فدیہ کے وسیلہ سے اُس جدائی کی دیوار کو جو ہمیں خدا تعالےٰ سے جُدا کئے ہوئے ہے ڈھا کر خدا سے ہمارا میل کرا دیں۔

کتابِ ہٰذا میں انیس عاصیاں حضور المسیح کے سات فرمودات عالیہ کی تفسیر پیش خدمت ہے جن سے آپ کے اُس مقصدِ عظیم کا انکشاف ہوتا ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آپ کو سونپا گیا تھا۔

یہ فرمودات مبارک ایک طرف تو اتنے عام فہم ہیں کہ ایک بچّہ بھی اُنہیں بخوبی سمجھ سکتا ہے اور دوسری طرف یہ ادراک سے اس قدر بالا ہیں کہ دنیا کے جیّد علما بھی انکی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔

مُصنّف

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہُوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔۔۔ حقیقی نُور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے" یہی ہے۔ اِنجیلِ جلیل، یوحنّا ۱:۱ تا ۴، ۹۔

"یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُس کی گواہی دیتے ہیں اور اُسی ہمیشہ کی زندگی کی آپ کو خبر دیتے ہیں" اِنجیلِ جلیل ۱۔یُوحنّا ۱:۲۔

"جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے آپ کو بھی اُس کی خبر دیتے ہیں تاکہ آپ بھی ہمارے شریک ہوں" انجیل جلیل ۱۔یُوحنّا ۱:۳۔

۱- آسودگی کا بھید

حضور المسیح کے ارشاداتِ عالیہ

حاضرین نے حضورِ المسیح سے عرض کی "ہمارے باپ دادا نے بیابان میں مَن کھایا - چنانچہ لکھا ہے کہ اُس نے انہیں کھانے کے لئے آسمان سے روٹی دی -"

یسوع نے اُن سے کہا "مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ موسیٰ نے تو وہ روٹی آسمان سے تمہیں نہ دی لیکن میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے . . ."

زندگی کی روٹی میں ہُوں

"جو میرے پاس آئے وہ ہرگز بُھوکا نہ ہوگا اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا . . ."

"مَیں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری - اگر کوئی اِس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہیگا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی کیلئے دونگا وہ میرا گوشت ہے" انجیل شریف یُوحنّا ۶: ۳۱، ۳۲، ۳۵، ۵۱-

آپ کو توریت شریف کا وہ واقعہ تو ضرور یاد ہوگا جب اہلِ یہود کو صحرائے سینا میں بھوکوں مرنے کا خطرہ لاحق تھا۔ اُس وقت خدا تعالےٰ نے اُن کے لئے آسمان سے من و سلویٰ بھیجا تھا! قارئین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس لشکر کا ہر فرد چالیس برس تک ہر روز خدا تعالےٰ کی عطا کردہ اس آسمانی غذا سے سیر و آسودہ ہوتا رہا۔

آسمان سے "من" اترنے سے پیشتر، یہ مقام بالکل خشک، بے آب و گیاہ تھا اور اس میں زندگی کے آثار بالکل ناپید تھے۔ ایک تو یہاں کی ریتلی زمین کھیتی باڑی کے لئے قطعی ناموزوں تھی، اور دوسرے وہ لوگ خانہ بدوشوں کی طرح ہر وقت سفر میں رہتے تھے۔ اگر اُن کے مال مویشیوں کے لئے چارہ ملتا تو وہ اُسی جگہ کو غنیمت سمجھ لیتے۔

زبور شریف میں اسی واقعہ کی طرف یوں اشارہ ہے کہ "انسان نے فرشتوں کی غذا کھائی"، اور خدا نے اُنکو آسمانی روٹی سے سیر کیا" (زبور شریف ۷۸: ۲۵؛ ۱۰۵: ۴۰)۔ یہ من نہ زمین کا اور نہ ہی انسان کی محنت مشقت کا پھل تھا بلکہ یہ خالصتاً خدا تعالےٰ کی رحمت اور بخشش تھی۔ یہ ہر روز الصبح معجزانہ طور پر سفید دانوں کی صورت میں جس کا ذائقہ شیریں اور فرحت بخش تھا، اُس ویران اور بنجر زمین پر بکھرا ہُوا ملتا۔ یہ مقدار میں اس قدر ہوتا تھا کہ بنی اسرائیل کے ہر فرد کے لئے کافی ہوتا۔ چونکہ وہ اُسکے نام سے ناآشنا اور اس بھید کو سمجھنے سے قاصر تھے اس لئے اسے "من"، یعنی "یہ کیا ہے؟" کہا کرتے تھے۔ اِسی نے ان کو بھوکوں مرنے سے بچایا اور یہی اُن کے لئے زندگی کی روٹی ٹھہرا۔

انجیلِ شریف کی جن آیات کو اس باب کے آغاز میں درج کیا گیا ہے

وہ اِس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ یہ آسمانی من اِس بات کی دلیل ہے کہ حضور المسیح ہی وہ حقیقی روٹی ہیں جو آسمان سے اُتری۔

ہم سب اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ دنیا مثل بیابان ہے۔ اِنسان کی تشنہ رُوح کو خدا تعالےٰ ہی آسودہ کر سکتا ہے۔ کسی مُقدّس بزرگ نے فرمایا "تو نے ہم کو اپنے ہی لئے خلق کیا ہے اور دل کو راحت نہیں جب تک وہ تجھ میں سکون نہ پائے"۔

اب ہم اُن سات بھیدوں میں سے پہلے بھید کو قارئین کے سامنے بیان کرتے ہیں جنہیں خدائے رحیم و رحمان نے اپنی بڑی شفقت سے انجیل شریف میں کھولا ہے۔ یہ بھید آسودگی کا بھید ہے۔

اِس سے بہت عرصہ پیشتر کہ آپ خدا تعالےٰ کو تلاش کرتے، اُس نے آپ کو حضور المسیح کی وساطت سے ڈھونڈنا شروع کر دیا، اور اُس نے پہلے سے اس راہ کو تیار کر دیا جس سے آپ کی ترستی رُوح جو اپنی ادنےٰ حالت میں اپنے خالق کے لئے کراہتی رہتی ہے تسکین پا سکتی ہے۔

جس طرح حق تعالےٰ نے آسمان سے مَن کو بیابان میں اُتارا، اُسی طرح اُس نے حضور المسیح کو آسمان سے معجزانہ طور پر بھیجا۔ آپ نے خود بھی فرمایا کہ "تم نیچے کے ہو۔ مَیں اُوپر کا ہوں" (انجیلِ شریف، یُوحنّا ۸ : ۲۳)۔

حضور المسیح کی بغیر باپ کے کنواری سے ولادت ایک ایسا معجزہ ہے جس پر مسیحی اور اہلِ اسلام دونوں ایمان رکھتے ہیں۔ آپ کی رُوح نے آسمان سے نزول فرما کر اُس جسم میں سکونت اختیار کی جو حق تعالےٰ نے آپ کے لئے تیار کیا تھا اور جو انسانی آلودگی سے پاک اور الہٰی

پاکیزگی سے معمور تھا۔

لیکن ان الفاظ کے کہ "مَیں آسمان سے اُترا ہوں" کچھ اور معنی بھی ہیں۔ ان کا تعلق ابدیّت سے ہے کیونکہ حضور المسیح ابتدا سے خدا تعالےٰ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ انجیل جلیل میں مرقوم ہے کہ "ابتدا میں کلام[1] تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ . . اور کلام مجسم ہُوا اور فضل اور سچّائی سے معمور ہوکر ہمارے درمیان رہا" (انجیل جلیل، یوحنّا ۱: ۱، ۱۴)۔ جب آپ حضور المسیح کو رُوح اللہ کہتے ہیں تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ انسان کی رُوح تو اس کی پیدائش کے وقت ہی اُس میں آتی ہے لیکن خدا تعالےٰ کی رُوح ازل سے ہے۔ پس اگر حضور المسیح رُوح اللہ ہیں تو آپ ازل سے موجود ہیں۔ اِس بات کی تصدیق مندرجہ بالا آیت سے بھی ہوتی ہے۔

حضور المسیح اپنی تمام زمینی زندگی کے ایّام میں "من" کی طرح اپنی الٰہی پاکیزگی میں قائم رہے۔ جیسے مَن اپنے نیچے اور اُوپر اوس کے باعث آلودگی سے محفوظ رہا، اُسی طرح آپ بھی اپنی پاکیزگی میں دنیا اور شیطان کی آلودگی اور ایسی تمام خواہشات سے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہوں محفوظ رہے۔ آپ۔ کلیتہً خدا تعالےٰ کے لئے مخصوص تھے۔

لیکن اپنی زمینی زندگی کے آخری ایّام میں آپ ایک دوسرے اعتبار سے ہمارے لئے خدا تعالےٰ کی روٹی ٹھہرے۔ آپ اپنے

---

[1] کلام۔ کلمہ۔ کلمتہ اللہ۔ حضور المسیح کا لقب۔

زمینی دور کی ابتدا میں یعنی اپنے تجسم میں خالص مَن کی مثل تھے۔ جس طرح من راز بن کر آسمان سے اُترا تھا اُسی طرح آپ کی آسمان سے آمد پُراسرار تھی، لیکن اپنے زمینی دور کے آخر میں آپ نے اپنے آپ کو "گیہوں کا دانہ" قرار دیا (انجیلِ جلیل، یوحنا ۱۲: ۲۴)۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صرف دکھ اور مصیبت کی راہ سے ہی ہمارے لئے حقیقی روٹی بن سکتے تھے۔ کیونکہ گیہوں کا دانہ اپنی خدمت اور مقصد کو پُورا کرنے کے لئے دُکھ سہتا ہے یعنی پہلے وہ درانتی سے کاٹا جاتا ہے، پھر بیل گاہتے ہیں، چکی میں پیسا جاتا ہے، تنور میں پکتا ہے اور آخر میں انسان کے ہاتھوں توڑا جاتا ہے۔ بعینہٖ نانِ بقا حضور المسیح بھی درجہ بدرجہ خود انکاری اور مصائب سے گزر کر موت تک پہنچے تاکہ اپنی جانِ مبارک دے کر ہمیں زندگی بخشیں۔

کیا حضور المسیح کی مہیا کردہ یہ زندگی ہماری بن سکتی ہے؟ بے شک بن سکتی ہے، بشرطیکہ ہم آپ کو ایمان کے وسیلہ سے قبول کریں۔ ہم یہ تو نہیں جانتے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ہمارے لئے اِس بھید کی تہ تک پہنچنا ناممکن ہے، البتہ اتنا جانتے ہیں کہ جس طرح روٹی بدن کو جسمانی زندگی بخشتی ہے اُسی طرح حضور المسیح بھی ہماری رُوح کو الٰہی زِندگی بخشتے ہیں۔ جس طرح روٹی ہضم ہو کر ہمارے بدن کا جُزو بن جاتی ہے اور ہم اس راز کو نہیں سمجھ سکتے، اسی طرح نانِ بقا حضور المسیح بھی رازِ الٰہی کے تحت ہماری رُوح کے ساتھ یگانگت میں ایک ہو جاتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم بھی اُن باتوں کو پسند کرنے لگتے ہیں جو آپ کو پسند ہیں اور اُن سے نفرت کرنے لگتے ہیں جن سے آپ

نفرت کرتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ سے خواہ وہ دِل میں پنہاں ہو یا عمل سے ظاہر ہوتا ہو۔

پھر جس طرح روٹی ہمارے بدن کو آسُودہ کرتی ہے اُسی طرح ہمارے دل میں حضور المسیح کی سکونت ہماری رُوح کی بھُوک کو مٹاتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت میں یہ رُوح کی بھُوک اِس لئے دی ہے کہ ہم اُس آسودگی کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں جو ہمیں نانِ بقا حضور المسیح کی وساطت سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "جو میرے پاس آئے وہ ہرگز بھُوکا نہ ہوگا اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا" (انجیل شریف، یُوحنّا ۶ : ۳۵)۔

اِس حقیقت کی تصدیق کے لئے کہ حضور المسیح زندگی کی روٹی ہیں، آپ نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ اُن کی خاطر آپ کے بدنِ مبارک کے توڑے جانے اور خونِ مطہر کے بہائے جانے کی یادگار میں عشائے ربّانی کی پاک رسم مناتے رہیں۔ ایسا کرنے سے آپ کے پیروکار اقرار کرتے ہیں کہ اُن کی رُوح کی بھُوک آپ میں مٹتی اور اُن کے دل کی پیاس آپ ہی میں تسکین پاتی ہے۔ اِس یادگاری کو منانے وقت حضور المسیح نادیدنی طور پر موجود ہو کر ان کی رُوحوں کو اپنی محبّت کی یقین دہانی سے آسودہ کرتے ہیں۔

لیکن اِن باتوں کا قارئین پر انکشاف بعد میں ہی ہوگا جب وہ حضور المسیح پر ایمان لا کر نجات پالیں گے۔ فی الحال تو پیاسی رُوح کے لئے پہلا قدم یہی ہے کہ جس طرح زمینی روٹی کھانے کے لئے ہم اپنا مُنہ کھولتے ہیں اُسی طرح وہ اپنا دل کھول کر حضور المسیح کو قبول کرے۔

یہ شان بھیدوں میں سے پہلا ہے کہ حضور المسیح میں آسودگی اب اور اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ زمانۂ قدیم کے مَن کی طرح جو بیابان میں اہلِ یہود کے پاس اترتا تھا، حضور المسیح ہمارے پاس اُسی مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں ہم ہوتے ہیں۔ اب ہمیں آپ کو تلاش کرنے کے لئے اِدھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ انجیل جلیل میں ارشاد ہے کہ "تُو اپنے دل میں یہ نہ کہہ کہ آسمان پر کون چڑھے گا؟ (یعنی مسیح کو اتار لانے کو) یا گہراؤ میں کون اُترے گا؟ (یعنی مسیح کو مُردوں میں سے جلا کر اُوپر لانے کو)۔ بلکہ کیا کہتی ہے؟ یہ کہ کلام تیرے نزدیک ہے..." (رومیوں ۱۰: ۶-۸)۔

عزیز قارئین! یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ یہ آسودگی مسیحیوں کیلئے ہی ہے، ہمارے لئے نہیں۔ حضور المسیح نے خود فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ کی بھیجی ہوئی یہ روٹی (حضور المسیح) تمام دنیا کے لئے ہے۔ چنانچہ جب تک ہم اِس دنیا میں ہیں یہ ہمارے لئے ہے۔ ہمیں ہر روز روٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں پیر و جواں اور امیر و غریب سب اُس کے حاجت مند ہیں۔ بعینہٖ جناب المسیح بھی ہر زمانہ اور ہر قوم کی رُوحانی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ بدیں وجہ آپ کو کلامِ مُقدّس میں سب قوموں کا "مرغوب" کہا گیا ہے (کتابِ مُقدّس حجّی ۲: ۷)۔

قارئین کرام! اِس بات کا یقین رکھئے کہ حضور المسیح ہم سب کے مرغوب ہیں۔ "الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسّم ہو کر سکونت کرتی ہے" (انجیل شریف، کلسیوں ۲: ۹)۔ جن کے

پاس نانِ بقا حضور المسیح ہیں ان کے پاس زِندگی ہے۔(انجیل شریف، ۱۔یُوحنّا ۵ : ۱۲)۔

۲- نُور کا بھید

حضورِ المسیح کے ارشاداتِ عالیہ

"حقیقی نُور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دُنیا میں آنے کو تھا۔"

"مَیں نور ہو کر دنیا میں آیا ہوں تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے۔

یسوؔع نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا:-

"دُنیا کا نُور مَیں ہوں

جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نُور پائے گا۔"

"اور تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے۔ جب تک نور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تاریکی تمہیں آپکڑے۔" (انجیلِ جلیل، یوحنّا ۱:۹؛ ۱۲:۴۶؛ ۸:۱۲؛ ۱۲:۳۵)-

خُدا تعالےٰ کی رحمت حضورِ المسیح کی شخصیت میں نوعِ انسان تک پہنچی۔ روٹی کے راز سے واضح ہُوا کہ آپ میں "زندگی تھی" (انجیل شریف، یُوحنّا ۱: ۴)۔ اب ہم ایک اور راز پر غور کرتے ہیں، کیونکہ اسی آیت کے اختتام پر مرقوم ہے کہ "وہ زندگی آدمیوں کا نُور تھی"۔ حضورِ المسیح کے دنیا کا نور ہونے کی حقیقت کی مزید وضاحت انجیلِ جلیل کے دیگر حوالجات میں بھی کی گئی۔

ظاہر ہے کہ نُور سے پہلے زندگی موجود ہوتی ہے، لیکن اگر زندگی کے ساتھ نُور نہ ہو تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت آپ بیج کی مثال میں دیکھ سکتے ہیں۔ جونہی اس میں روئیدگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں وہ روشنی کی تلاش کرتا ہے تاوقتیکہ اُسے میسر نہ آجائے۔ یہی حال انسان کی رُوح کا ہے۔ زندہ رہنے کے لئے روشنی درکار ہے۔ حضورِ المسیح صرف دنیا کی زندگی ہی نہیں بلکہ نور بھی ہیں۔ آیئے ہم اِس بھید کو جاننے کی کوشش کریں۔

اِس دنیا میں انسان کو روشنی کے متعدد وسائل میسر ہیں جن سے وہ تاریکی کو دُور کر سکتا ہے۔ جب دن ڈھل جاتا ہے اور تاریکی بڑھنے لگتی ہے تو ہر گھر میں چراغ جلنے لگتے ہیں۔ لیکن جب سُورج طلوع ہوتا ہے تو چراغ بجھا دئے جاتے ہیں۔ اُس وقت سُورج ہی تمام دنیا کو منوّر کرتا ہے۔

بعینہ جن جگہوں میں جہالت کا دور دورہ ہے، وہاں انسان اپنی دانش کے چراغ یا اپنی ایجاد کردہ عبادت کی کمزور سی شمع جلا کر جہالت کی تاریکی کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ہم اہلِ کتاب یہ جانتے ہیں کہ صرف حق تعالےٰ ہی ایک واحد ہستی ہے جو نور کی مانند اُجاگر ہے،

جیسا کہ حضرت داؤدؔ زبور شریف میں فرماتے ہیں "خداوند خدا آفتاب... ہے" (زبور شریف ۸۴: ۱۱) اور جب تک وہ انسان کو منور نہ کرے، وہ تاریکی ہی میں رہتا ہے۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی اور گرمی ہم تک کیسے پہنچتی ہے جبکہ سورج بذاتِ خود ہم سے بہت دور ہے؟ اور اگر ہم اُس تک پہنچنے کی کوشش کریں تو اُس کے نور کے اُجالے کی تاب نہ لا سکیں گے اور اُس کی گرمی کی شدت سے یقیناً بھسم ہو جائیں گے۔ پس ظاہر ہے کہ ہم سُورج تک نہیں پہنچ سکتے، اُسے خود ہی ہمارے پاس آنا ہوگا۔ لہٰذا سورج اپنی کرنیں ہم تک بھیجتا ہے۔ چونکہ سورج اور شاعوں کی ذات ایک ہے اس لئے یہ گویا سورج کو ہمارے دروازہ پر لے آتی ہیں۔ چنانچہ اُن کے باعث روشنی کی چمک اور تپش کی شدت کم ہو کر ہمارے قابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ سورج گو ہم سے بہت دُور ہے، تاہم اُس کی کرنیں زمین کو چھُوتی ہیں۔

حضورِ المسیح کی بعثت سے پیشتر انسان خدا تعالےٰ کا جو علم رکھتا تھا وہ صبح کی دھندلاہٹ کی مانند تھا۔ لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ نے حق تعالےٰ کو انسان پر ویسے ہی ظاہر کیا جیسے کرنیں سورج کو۔ حضورِ المسیح "جو جسم میں ظاہر ہوئے" اُس کے (یعنی خدا کے) جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش" اور " اندیکھے خُدا کی صورت" ہیں (انجیل شریف ۱-تیمتھیس ۳: ۱۶؛ عبرانیوں ۱: ۳؛ کلسیوں ۱: ۱۵)۔ یہ ہے انسان پر خدا تعالےٰ کا جلالی مُکاشفہ۔

یوں حضورِ المسیح "دنیا کا نور" ہیں۔ آپ کی ولادتِ سعید سے تھوڑا

عرصہ پیشتر آپ کے حق میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ "یہ ہمارے خُدا کی عین رحمت سے ہوگا جس کے سبب سے عالمِ بالا کا آفتاب ہم پر طلوع کرے گا۔ تاکہ اُن کو جو اندھیرے اور موت کے سایہ میں بیٹھے ہیں روشنی بخشے اور ہمارے قدموں کو سلامتی کی راہ پر ڈالے" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۷۸-۷۹)۔

جس طرح سُورج تک پہنچنے کی کوشش عبث ہے اُسی طرح انسان کی خدا تعالےٰ تک رسائی کی سعی بھی لاحاصل ہے۔ چنانچہ حضرت ایوبؔ کا ارشاد ہے" کیا تو تلاش سے خُدا کو پا سکتا ہے؟ کیا تو قادرِ مطلق کا بھید کمال کے ساتھ دریافت کرسکتا ہے؟" (بائبل مُقدّس، ایوب ۱۱: ۷)۔

یونانیوں میں ایک کہانی مشہور تھی کہ اکارسؔ نامی ایک لڑکے نے سورج تک پہنچنے کے لئے پَر بنا کر اپنے کندھوں پر موم سے جوڑ لئے۔ لیکن جونہی اُس نے پرواز شروع کی، موم پگھل گیا، پَر گر گئے اور وہ دھڑام سے زمین پر آرہا۔ بعینہٖ ہمارے ارادے کمزور پڑ کر ختم ہوجاتے ہیں اور ہم نااُمید و مایوس ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور خُدا تعالےٰ کا حقیقی علم پہلے کی طرح ہم سے دُور ہی رہتا ہے۔ چنانچہ انجیل جلیل کا ارشاد ہے کہ "خُدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا" (انجیل شریف، یوحنا ۱: ۱۸)۔

چونکہ ہم خدا تعالےٰ کے دیدار کے لئے اس تک نہیں پہنچ سکتے اِس لئے وہ خود حضور المسیح میں ہوکر ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے پاس آیا۔ "خُدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نور چمکے اور وُہی

ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو" (انجیلِ جلیل، ۲۔کرنتھیوں ۴: ۶)۔ چنانچہ حضور المسیح ہی ہماری روحوں کا الٰہی نور ہیں۔

اگر آپ اپنی باطنی آنکھ اُٹھا کر حضور المسیح پر نظر کریں، تو اسی دم اور اسی مقام پر یہ نور آپ پر ہمیشہ کے لیئے چمکنے لگے گا۔ جس طرح خواب دیکھنے والا اپنے آپ کو یکایک نئے عالم اور نئی قوتِ عمل کے ساتھ نئے جہان میں پاتا ہے، اُسی طرح حضور المسیح کے مکاشفہ کا حال ہے۔ ہم یہ اس لیئے کہہ رہے ہیں کیونکہ ہم نے تجربہ سے اس حقیقت کو درست پایا ہے۔

اور چونکہ ہم نے تجربہ سے اسے درست پایا ہے، اِس لیئے ہماری آرزو یہی ہے کہ آپ بھی حضور المسیح کے اُس حسن و جمال کا نظارہ کریں جو ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل، محبت اور قدرت کا مکاشفہ حضور المسیح ہی ہیں۔ اور صرف یہی نہیں، بلکہ آپ ایک دوسرے لحاظ سے بھی دنیا کا نور ہیں۔ آپ نے اپنی زمینی زندگی کے نمونے سے یہ بات ظاہر کی کہ کامل انسان کیسا ہونا چاہیئے۔ "وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی" اور "سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا اِس لیئے کہ اُن کے کام بُرے تھے" (انجیلِ جلیل، یوحنا ۳: ۱۹)۔ حضور المسیح کو انجیلِ جلیل کی وساطت سے پہچاننے کی کوشش کیجیئے۔ حضور المسیح آپ کے دل کو بھی ویسے ہی منور کریں گے جیسے طلوعِ آفتاب کے وقت روشنی رات کی تاریکی کو چیرتی ہوئی اپنے جلو میں زندگی اور پھلنے پھولنے کا پیغام لاتی ہے۔ کیونکہ جیسے ہم اِس باب کے

شروع میں دیکھ چکے ہیں، نور اور زندگی لازم و ملزوم ہیں۔

پس نور کے متلاشی بھائیو! اپنی آنکھیں اوپر اٹھا کر دیکھیں کہ نور آپ کو تلاش کر رہا ہے۔ جس طرح سورج کی کرنیں ہر شگاف میں گھس جاتی ہیں اُسی طرح خدا تعالےٰ کا فضل بھی ہر کھلے دل میں آتا ہے۔ لیکن ایک ایسی شے ہے جو انسان کو سُورج کی روشنی، جلال اور خوبصورتی کا نظارہ کرنے سے محروم کر سکتی ہے اور وہ ہے آنکھ کا پپوٹا۔ اگر انسان روشنی کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لے تو سورج کی کرنوں سے بے خبر رہیگا۔ ہمارے آقا و مولا حضور المسیح نے ان لوگوں کو سخت تنبیہ کی جو کہتے تھے کہ "ہم دیکھتے ہیں" جبکہ وہ آپ کی طرف سے دیدہ دانستہ اپنے دل کی آنکھیں بند کئے ہوئے تھے۔ لیکن جو اپنی تاریکی کو پہچان کر کہتے تھے کہ "ہم نہیں دیکھتے" اُن پر رحم ہُوا۔

لہٰذا آپ حقیقی نور کی طرف سے اپنی آنکھیں ہرگز بند نہ رکھیں۔ مبادا تاریکی آپ پر چھا جائے۔ غرور یا گناہ سے پیار یا خوف آپ کے دل کی آنکھ کو بند نہ کر دے۔ آپ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو سُورج کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور روشنی کی نسبت تاریکی کو زیادہ پسند کر کے سخت خطرے میں گھر جاتے ہیں۔ اِس بات کا قوی امکان ہے کہ بالآخر خدا تعالےٰ ہمیں چیزیں دے گا جن کے ہم متمنی ہیں۔ پس اگر کوئی نور کی نسبت تاریکی کو زیادہ پسند کرے تو یہ بات اس کے لئے بہت ہولناک ثابت ہو سکتی ہے۔

اور اگر آپ اپنی رُوحانی آنکھیں کھول کر حضور المسیح کو دنیا کے نُور کی حیثیت سے پہچانتے ہیں تو انجیل جلیل آپ کو ایک اور انتباہ کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں نور کا چراغ متواتر روشن رکھنے کے لئے

لازم ہے کہ آپ نور میں چلتے رہیں۔ نور میں چلنا بڑا وسیع المطلب ہے۔ لیکن ایک بات شروع ہی سے واضح ہے، یعنی اگر یہ نیا نور آپ پر آ چمکا ہے تو وہ نیک و بد میں ایسا فرق بتائے گا جسے آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ جو چیزیں پہلے آپ کے نزدیک بے ضرر تھیں انہیں اب آپ نقصان دہ اور گناہ سمجھنے لگیں گے۔ کلامِ مقدس میں مرقوم ہے کہ "جن چیزوں پر ملامت ہوتی ہے وہ سب نور سے ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے وہ روشن ہو جاتا ہے" (انجیل شریف، افسیوں ۵: ۱۳)۔ لہٰذا مہرِ عالم تاب حضور المسیح ایک اور لحاظ سے بھی دنیا کا نور ہیں۔ وہ سورج کی مانند ہیں جو ہوا میں تیرتے پھرتے ذروں کو دکھاتا ہے، حالانکہ سورج کی کرن کے چمکنے سے پہلے ہوا بالکل صاف شفاف معلوم ہوتی تھی۔

نور میں چلنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ فوراً اور ہمیشہ کے لئے وہ باتیں، خیالات، خواہشات، افعال، عادات ختم کر دیں گے جو اب آپ کو بُری معلوم ہوتی ہیں۔ ورنہ آپ کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ جیسے بادل سورج کو چھپا لیتے ہیں ویسے ہی آپ میں نور کی تابش مدھم پڑ جائے گی۔

لیکن اگر آپ نور کی ہر اُس کرن کی پیروی کریں گے جو حضور المسیح کی وساطت سے آپ تک پہنچی ہے تو وہ روشنی قائم رہے گی اور طلوعِ آفتاب کی مانند لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جائے گی۔ یہ نئی کرنیں مختلف ذرائع سے آپ تک پہنچیں گی یعنی کتابِ مقدس کے مطالعہ سے، کسی اُستاد سے، یا دل میں پاک رُوح کی ملامت یا تحریک سے۔ اور اگر صحیح راہ کے بارے میں شک پڑ جائے تو لازم ہے کہ آپ خود کو نئے سرے سے پُورے اعتقاد اور فرمانبرداری کے ساتھ مہرِ منوّر حضور المسیح کے حوالے کر دیں۔ جب آپ ایمان کی آنکھ اُٹھائیں

تو آفتابِ صداقت آپ کو وہ راستہ دکھائیں گے جس پر آپ کو چلنا ہوگا۔

اب آپ اُن الفاظ کا مطلب ضرور سمجھ گئے ہوں گے جو اِس باب کے پہلے صفحہ پر مرقوم ہیں "جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نُور پائے گا۔" اگر ہم طلوعِ آفتاب کے وقت اُس کے ساتھ ساتھ چلتے رہیں تو ہم اُسے مغرب میں غروب ہوتے کبھی نہ دیکھ سکیں گے اور نہ ہمارے لئے رات واقع ہوگی۔ رات اِس لئے آتی ہے کہ ہم سورج سے پیچھے رہ جاتے ہیں اور سُورج آگے نکل جاتا ہے اور بالآخر زمین کا کنارہ ہمارے اور سورج کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

دنیاوی طور پر تو یہ ناممکن ہے مگر روحانی طور پر ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر ہم حضور المسیح کی عطا کردہ نئی روشنی کی راہنمائی میں چلتے رہیں گے تو ہماری روحوں پر تاریکی کبھی نہ چھائے گی اور خدا تعالےٰ ہمیں اپنے فضل کے وسیلہ سے سنبھالے رکھے گا جیسے کہ حضرت داؤد نے فرمایا کہ "میری جان کو تیری ہی دُھن ہے۔ تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالتا ہے (زبُور شریف ۶۳: ۸)۔

اگر اِن صفحات کو پڑھنے کے بعد بھی آپ کا دل حضور المسیح کی طرف سے بند ہے تو جلد از جلد اُسے نُور کے لئے کھول دیجئے، کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ یہ نور آپ پر چمکتا کب بند ہو جائے۔ حضور المسیح نے فرمایا "تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے۔ جب تک نُور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تاریکی تمہیں آپکڑے ۔ . . جب تک نور تمہارے ساتھ ہے نور پر ایمان لاؤ تاکہ نور کے فرزند بنو" (انجیلِ جلیل، یوحنّا ۱۲: ۳۵-۳۶)۔

"جب تک نُور تمہارے ساتھ ہے نور پر ایمان لاؤ"۔ تا نہ ہو کہ وہ آپ سے دُور ہو کر اپنے آپ کو آپ کی نظروں سے چھپائے جیسا اہلِ یہود کے ساتھ ہُوا جب اُنہوں نے نور کو رد کر دیا تھا۔ انجیلِ جلیل کی تاکید سنیئے "اَے سونے والے جاگ اور مُردوں میں سے جی اٹھ تو مسیح کا نُور تجھ پر چمکے گا" (انجیلِ جلیل، افسیوں ۵: ۱۴)۔

۳۔ رسائی کا بھید

حضور المسیح کے ارشاداتِ عالیہ

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی دروازہ سے بھیڑ خانہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اور کسی طرف سے چڑھ جاتا ہے وہ چور اور ڈاکو ہے۔۔۔

پس یسوعؔ نے اُن سے پھر کہا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ مَیں ہوں۔۔۔

دروازہ مَیں ہُوں

اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا اور اندر باہر آیا جایا کرے گا اور چارا پائے گا"

(انجیلِ جلیل، یوحنّاؔ ۱۰: ۱، ۷، ۹)۔

گذشتہ باب میں ہم نے حضور المسیح کے اِس فرمودہ مبارک پر غور کیا کہ "دنیا کا نور مَیں ہوں"۔

اب ہم آپ کے ایک اور فرمان پر غور کریں گے جس سے ایک اور بھید کا انکشاف ہوگا، اور وہ ہے خدا تعالےٰ تک رسائی کا عجیب راز۔ جس طرح دنیوی دوستی میں یہ امر لازم ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے نزدیک آئیں، اسی طرح یہ الٰہی دوستی میں بھی ضروری ہے۔

اِس باب کے شروع میں مندرج حضور المسیح کے ارشادات گرامی میں خدا تعالےٰ تک رسائی کے ذریعہ کو "دروازہ" سے تشبیہ دی گئی ہے، ایک ایسا دروازہ جو بھیڑخانہ کا ہے۔

پُرانے زمانہ میں چرواہے جنگلوں اور بیابانوں میں بھیڑوں کے لئے باڑے بنا لیتے تھے جو بھیڑخانہ کہلاتے تھے تاکہ رات کو بھیڑوں کو اُن میں بند کرکے وہ جنگلی درندوں اور چوراچکوں سے محفوظ رہیں۔ یہ بھیڑوں کے لئے محفوظ جگہ تھی۔ اب خواہ کتنے ہی خطرات اُن کے گرد منڈلاتے ہوں، جو بھیڑ بھیڑخانہ میں داخل ہو جاتی تمام خطرات سے محفوظ ہو جاتی۔

بعینہٖ خدا تعالےٰ ہمیں اِس نئے بھید میں بتاتا ہے کہ اِس دنیا میں جہاں ہمیں ہر وقت شیطانی خطرات کا سامنا رہتا ہے ہم بھی بھیڑخانہ میں بھیڑوں کی طرح محفوظ ہو سکتے ہیں۔ یہ پناہ گاہ قربتِ خداوندی ہے، جہاں ابلیس ہمیں ہرگز گزند نہیں پہنچا سکتا۔ اس پناہ گاہ میں ہم اب اور اسی وقت داخل ہو سکتے ہیں۔

شاید قارئین کرام کا یہ خیال ہو کہ یوم الحساب سے پیشتر کوئی بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ کون نجات پا چکا ہے۔ وہ خود کو ایسی بھیڑ تصور کرتے ہیں

جو کسی وقت بھی ہلاک ہو سکتی ہے۔ مگر حضور المسیح نے ایک ایسی پناہ گاہ کے متعلق بتایا ہے جس کا دروازہ آپ خود ہی ہیں اور جس میں داخل ہو کر انسان شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ تک رسائی کے لئے دروازے کی تشبیہ بھی ایک نیا خیال ہو۔ شائد قاری کے نزدیک حق تعالےٰ تک رسائی کا ذریعہ اعمالِ حسنہ ہی ہوں۔ لیکن دروازہ کا خیال اِس سے قطعی مختلف ہے۔ دروازہ کے ذریعہ داخل ہونے کے لئے صرف ایک قدم اُٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ اعمالِ حسنہ رفتہ رفتہ انجام پاتے ہیں۔

بہت سے عزیز یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے اِنسان کی دُوری کا سبب اُس کی جہالت اور عدم کاملیت ہے۔ لیکن دروازہ کا خیال، دیوار کا تصور پیش کرتا ہے۔ چنانچہ کتابِ مُقدس بتلاتی ہے کہ انسان کی خدا تعالےٰ سے جُدائی کا بنیادی سبب اس کی جہالت اور عدم کاملیت نہیں بلکہ گناہ ہے جیسے کہ حضرت یسعیاہ (اشعیاہ نبی) نے فرمایا "تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے اور تمہارے گناہوں نے اُسے تم سے روپوش کیا ہے ایسا کہ وہ نہیں سُنتا"۔ (بائبل مُقدس، یسعیاہ ۵۹ : ۲)۔

انسان اور خدا تعالےٰ کے درمیان جدائی کی دیوار کی بنیاد ابوالبشر حضرت آدمؑ کا گناہ ہے، لیکن یہ دیوار نسل انسانی کے متواتر گناہوں کے باعث بلند سے بلند تر ہوتی گئی۔ بے شک ہمارے گنہگار ہونے کی بنیاد ہماری موروثی گناہ آلود فطرت میں مستور ہے لیکن یہ دیوار ہمارے بچپن سے لے کر اب تک کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بتدریج تعمیر ہوتی رہی

خدا تعالےٰ کا فرمان ہے کہ "مَیں تمہاری بے شمار خطاؤں اور تمہارے بڑے بڑے گناہوں سے آگاہ ہوں" (بائبل مُقدّس، عاموس ۵ : ۱۲)۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ دیوار اَور بھی مضبوط ہوتی گئی۔

اگر آپ نے دُنیا کے نُور سے روشنی حاصل کی ہے تو آپ گناہ کی اس بلند و بالا دیوار کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان اِس دیوار کی موجودگی میں خدا تعالےٰ تک کیسے رسائی حاصل کر سکتا ہے؟ کیا اُس کے نیک اعمال اِس دیوار کو توڑ کر رسائی کی راہ پیدا کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ اِس طرح تو ہم اِس دیوار پر اَور ردّے رکھتے جائیں گے، کیونکہ ہمارے تمام کام گناہ کے تحت انجام پاتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا فرمان ہے کہ "تمہارے سب کاموں میں تمہارے گناہ عیاں ہیں" (بائبل مُقدّس، حزقی ایل ۲۱ : ۲۴)۔

انسان کی توبہ گناہوں کا علاج نہیں، اور نہ یہاں انبیاء اور مُقدّسین کی شفاعت و سفارش کارآمد ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اُس شے کا جس سے یہ دیوار تعمیر ہوئی ہٹایا جانا ضروری ہے۔ اگر یہ دیوار اینٹوں سے تعمیر ہوئی تو اینٹوں کو ہٹانا ہو گا، یا اگر پتھروں کی ہے تو پتھروں کو اور اگر گناہ سے تعمیر ہوئی تو گناہ کو ہٹانا لازم ہو گا۔ مگر یہ انسان خود نہیں کر سکتا۔ اُسے ایسا وسیلہ تلاش کرنا ہو گا جو گناہ کو مٹا سکے، اور وہ وسیلہ حضور المسیح ہیں "وہی ہمارے گناہوں کا کفّارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی (۱۔ یوحنّا ۲ : ۲)۔

حضور المسیح کے متعلق انجیلِ جلیل میں مرقوم ہے "مگر اب زمانوں کے

آخر میں ایک بار ظاہر ہُوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ مٹا دے" (انجیلِ شریف، عبرانیوں ۹ : ۲۶)۔ حضور المسیح گناہ مٹانے کے قابل ہیں کیونکہ آپ کی فطرت ہماری فطرت سے قطعاً مختلف ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل یگانگت رکھتے ہیں اور پاک اور بے عیب ہیں" مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے گناہوں کے باعث ایک بار دکھ اٹھایا تاکہ ہم کو خدا کے پاس پہنچائے"۔ "وہ اس لئے ظاہر ہُوا تھا کہ گناہوں کو اٹھا لے جائے اور اس کی ذات میں گناہ نہیں" (انجیلِ جلیل، ۱۔ پطرس ۳ : ۱۸ اور ۱۔ یوحنا ۳ : ۵)۔

اِس طریقِ کار کا اشارہ حضرت یسعیاہ (اشعیاہ نبی) نے پہلے ہی ایک پیشین گوئی میں کر دیا تھا" ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لادی" (بائبل مُقدس، یسعیاہ ۵۳ : ۶)۔ حضور المسیح نے اسی پیشینگوئی کو پُورا کیا۔ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں۔ اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی" (انجیل جلیل، ۱۔ پطرس ۲ : ۲۴)۔ آپ دنیا کے گناہ کی خاطر تقریباً چھ گھنٹے تک صلیب پر جان کنی کی حالت میں رہے اور بالآخر آپ کا دل پھٹ گیا۔ اپنے وصالِ مُبارک سے پیشتر آپ نے اعلان فرمایا کہ "تمام ہُوا" (انجیلِ جلیل، یوحنا ۱۹ : ۳۰)۔

اِس عرصہ کے لئے خدا تعالیٰ نے حضور المسیح کو ہمارے زمرہ میں شمار کیا جیسے کہ انجیل جلیل ۲۔ کرنتھیوں ۵ : ۲۱ میں مرقوم ہے۔ "جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں

ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں"۔ یوں آپ نے ہمارے گناہوں کو اپنے اُوپر لے کر ہمارا کفّارہ ادا کیا اور جُدائی کی دیوار کو توڑ کر نجات کا در کھول دیا۔ دیکھو! "یہ خُدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے" (انجیل جلیل یوحنّا ۱ : ۲۹)۔ حضور المسیح ہمارے گناہ اپنے اُوپر اُٹھانے اور اُنہیں دور لے جانے کے باعث خود دروازہ بن گئے۔ الحمد للہ۔

اب ہم حضور المسیح کے اس فرمانِ مبارک پر غور کرتے ہیں کہ "دروازہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا"۔ اس کا مطلب صرف یہی نہیں کہ مومن موت کے بعد بہشت میں داخل ہو گا بلکہ یہ بھی کہ جو شخص آپ کو بطور دروازہ قبول کرتا ہے اس جہان میں بھی قربتِ خداوندی حاصل کر لیتا ہے اور شیطانی خطرات سے محفوظ ہے۔ قربتِ خداوندی میں داخل ہونے کا دروازہ حضور المسیح ہیں۔

یہی وہ اطمینان اور قربتِ خداوندی ہے جس کے ہم سب آرزومند ہیں۔ شاید اِس سے پیشتر ہم نے دروازہ میں داخل ہونے کے لئے اپنی مساعی اور ریاضت کو ذریعہ بنایا ہوا مگر اب واضح ہو گیا ہو گا کہ ہم آج ہی خدا تعالےٰ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کے گناہ نے آپ کے رب اور آپ کے درمیان جدائی کی دیوار کھڑی کر دی ہے اور آپ کو ایسے شافی کی ضرورت ہے جو اس جہان کا نہیں تو آپ عین نجات کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ اب ایمان کا ایک قدم آگے بڑھائیں اور حضور المسیح پر اعتقاد رکھیں جن کی موت نے تمام رکاوٹیں ہٹا دی ہیں تو اُسی وقت آپ قربتِ خداوندی میں داخل ہو جائیں گے۔

"اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا اور اندر باہر آیا جایا کرے گا

اور چارا پائے گا"۔ حضور المسیح کے یہ الفاظ کسی خاص شخص، نسل یا مذہب پر محدود نہیں بلکہ تمام نوعِ انسانی کے لئے ہیں جن میں آپ بھی شامل ہیں۔ آپ کو اِس عجیب دروازہ میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو بہتر بنانے کی ضرورت نہیں۔ آپ جیسے بھی ہیں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو داخل ہونے سے پیشتر خود کو بہتر بنانے کی سعی کرتے ہیں وہ درحقیقت خُدا تعالےٰ کے مقرر کردہ دروازے کے علاوہ کسی اور دروازے سے داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

بھیڑخانہ کا دروازہ صرف ایک ہی ہے۔ آپ اس کے گرد پھر کر دیکھ لیں آپ کو صرف ایک ہی دروازہ ملے گا۔ حضور المسیح نے فرمایا "دروازہ مَیں ہوں"۔ خدا تعالےٰ نے اپنی اُمت میں شریک ہونے کا صرف ایک ہی دروازہ رکھا اور وہ حضور المسیح ہی ہیں۔

قارئین کرام! آپ اِس دروازہ سے داخل ہونے کے لئے جلدی کریں۔ جب تک آپ دروازہ پر ہیں تب تک آپ شیطان کی گرفت سے باہر نہیں ہیں کیونکہ انجیل جلیل میں ارشاد ہے کہ "تمہارا مخالف ابلیس گرجنے والے شیرِ ببر کی طرح ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کس کو پھاڑ کھائے" (انجیل جلیل، ۱-پطرس ۵: ۸)۔

اب زیر مطالعہ فرمان کے آخری حصّہ پر غور کیجیے "وہ نجات پائیگا اور اندر باہر آیا جایا کرے گا اور چارا پائے گا"۔ جب ہم یہ نجات پا چکے تو ہم اچھے چرواہے کی راہنمائی میں دوسروں کو جو اس راستہ سے ناواقف ہیں نجات کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ اِس سے ہمیں بے حد خوشی حاصل ہوگی۔ حضور المسیح کی مرضی یہ نہیں کہ ہم دن رات دُعا و

نمازیں ہی مشغول رہیں بلکہ آپ کے نمونہ کی پیروی بھی کریں۔ آپ کی حیاتِ جامع صفات کی ایک جھلک اِس آیت میں ملتی ہے۔" وہ بھلائی کرتا اور ان سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھرا" (اعمال ۱۰: ۳۸)۔

۴- قیادت کا بھید

حضور المسیح کے ارشادات عالیہ

"جو دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے...
اور بھیڑیں اُس کی آواز سنتی ہیں اور وہ اپنی بھیڑوں کو نام بنام بلاکر باہر لے جاتا ہے۔ جب وہ اپنی سب بھیڑوں کو باہر نکال چکتا ہے تو اُن کے آگے آگے چلتا ہے اور بھیڑیں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتی ہیں کیونکہ وہ اُس کی آواز پہچانتی ہیں۔ مگر وہ غیر شخص کے پیچھے نہ جائیں گی بلکہ اُس سے بھاگیں گی کیونکہ غیروں کی آواز نہیں پہچانتیں۔

اچھا چرواہا مَیں ہُوں

اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔ اچھا چرواہا مَیں ہُوں... مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں۔ میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں اور مَیں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں اور مَیں انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔"

(انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۲-۵، ۱۲، ۲۷-۲۸)۔

اگر آپ گذشتہ باب کی اختتامی عبارت کا دوبارہ مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ "دروازہ" اور قیادت میں قریبی تعلق ہے۔ دروازہ سے داخل ہو کر پناہ گاہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں حفاظت کے ساتھ ساتھ ایک قائد کی بھی ضرورت ہے جس کی ہم اس جہان میں رہ کر پیروی کر کے دوسروں کو بھی اِس نجات کے دروازہ سے روشناس کرا سکیں۔ حضور المسیح نے فرمایا "میں اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں" (انجیل شریف یوحنا ۱۰:۱۰)۔ گلہ خانہ میں انسان کو زندگی ملتی ہے لیکن آپ کی پیروی کرنے سے کثرت کی زندگی۔

اِس باب میں ہم ایک نئے مضمون پر غور کریں گے۔ پہلے ہم نے "روٹی" "نور" اور "دروازہ" کے عنوانات کے تحت دیکھا کہ حضورِ المسیح گنہگاروں کو نجات کے لئے بلاتے ہیں۔ لیکن اِس باب میں آپ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو نجات (زندگی) پا چکے اور خدا تعالےٰ کی بادشاہت میں داخل ہو چکے ہیں۔

بہت سے انسان محسوس کرتے ہیں کہ اس اُلجھنوں سے بھرپُور دنیا میں انہیں رہبری کی ضرورت ہے۔ وہ ایک ایسے رہبر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جو پُورے طور پر قابلِ اعتماد ہو، کیونکہ وہ اُس پر پورا بھروسہ کرنا چاہتے ہیں۔

خدا تعالےٰ بھی جانتا ہے کہ انسان کو ایک ایسے کامل راہنما کی ضرورت ہے جو انسانی زندگی کا پُورا پُورا تجربہ رکھتا ہو۔ لیکن ساتھ ہی مصلحتِ الٰہی کے تحت ہمیں ایک ایسے رہنما کی ضرورت بھی ہے جو فوق البشر ہو۔ وُہی انسانوں کی صحیح راہنمائی کر سکے گا۔ بھیڑ دوسری بھیڑ کی راہنمائی میں محفوظ نہیں،

رہ سکتی بلکہ اُس کی سلامتی صرف چرواہے کے نقشِ قدم پیچھے پیچھے چلنے میں ہے۔

چنانچہ خُدا تعالےٰ نے حضور المسیح کو دنیا میں تشریف لانے سے پیشتر ہی اِس عظیم قیادت کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔ آپ ہی کی ذاتِ شریفہ میں الٰہی اور انسانی صفات دونوں یکجا ہیں۔ چنانچہ کتابِ مُقدّس میں مرقوم ہے کہ آپ پاکیزگی کی رُوح اور مرُدوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث قدرت کے ساتھ ابنِ اللہ ٹھہرے۔ لیکن جسم کے لحاظ سے آدم زاد (ملاحظہ کیجئے انجیلِ جلیل، رومیوں ۱: ۴؛ یوحنّا ۵: ۲۷)۔ اِسی لئے خدا تعالےٰ نے حضرت یسعیاہ (اشعیاہ نبی) کی معرفت فرمایا "دیکھ میں نے اُسے اُمتّوں کے لئے گواہ مقرر کیا بلکہ امتّوں کا پیشوا اور فرمانروا" (بائیل مُقدّس، یسعیاہ ۵۵: ۴)۔ قائدِ عاقبت حضور المسیح خدا تعالےٰ کے مخصوص شدہ راہنما ہیں۔ آپ چونکہ پیکرِ محبّت ہیں لٰہذا جب کبھی آپ کسی کو اپنی پیروی کی دعوت فرماتے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کے پیچھے ہو لیتا۔

پس ہم جو حضور المسیح کو اپنا قائدِ حیات مان چکے ہیں، قاری سے التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی آپ کو اپنا راہنمائے عاقبت تسلیم کریں۔ آپ بدرجہ اُتم قابلِ اعتماد ہیں۔ نیز چونکہ آپ قربتِ الٰہی سے اِس دنیا میں تشریف لائے تھے، اِس لئے آپ رضائے الٰہی کی صحیح ترجمانی کر سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضور المسیح انسانی فطرت سے بھی مکمل طور پر واقف ہیں، کیونکہ آپ کلمتہ اللہ ہیں اور کائنات آپ ہی کی معرفت عالمِ وجود میں آئی۔ "اسی میں (المسیح) سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا اندیکھی ۰۰۰ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُس میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں" (کلسیوں ۱: ۱۶)۔ چونکہ اِس جہان میں صرف آپ ہی ایک واحد ہستی ہیں

جو انسان کے دل کی کیفیت سے واقف ہیں، اِس لئے آپ ہی اس لائق ہیں کہ آپ پر پُورا پُورا اعتماد کیا جائے۔ اگر کسی کی گھڑی خراب ہو جائے تو کیا وہ اُسے لوہار کے پاس لے جائے گا یا گھڑی ساز کے پاس جس نے ہزاروں گھڑیاں بنائی ہوں؟ اسی طرح اپنی رُوح کی تشفی کے لئے حضور المسیح کے پاس آئیں جو رُوح کی تخلیق کے وقت خداتعالےٰ کے ساتھ تھے۔

محولہ بالا آیات میں جو پہلی چیز چرواہے کی قیادت کے متعلق بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی بھیڑوں کے لئے ہر خطرہ مول لینے کو تیار ہوتا ہے۔ وہ جن خطرات میں گھری ہوئی ہیں اُن سے واقف ہے اور بوقتِ ضرورت ان کو بچاتا ہے۔ وہ صبح سویرے بھیڑ خانہ میں جاتا ہے اور اپنی تمام بھیڑوں کو باری باری باہر نکال کر اپنی قیادت میں جنگل میں چرانے کو لے جاتا ہے۔

اگر آپ انجیل جلیل کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضورِ المسیح نے کبھی بھی اپنے پیروکاروں کے لئے آرام دہ زندگی کا وعدہ نہیں کیا۔ آپ نے خود جو زندگی اِس زمین پر بسر کی وہ پُرخطر اور تکلیف دہ تھی، تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ کے تابعین آرام دہ زندگی گزاریں! آپ ہمیں عیش و نشاط کی زندگی بسر کرنے اور محض اس دنیا کی نعمتوں سے لُطف اندوز ہونے کے لئے نہیں کہتے بلکہ ایسی وفاداری چاہتے ہیں جس میں جان دینے تک بھی نوبت پہنچ سکتی ہے۔

انجیل جلیل کی ذیل کی آیات میں چرواہے کے اپنی بھیڑوں کو "باہر لے جانے" کی تفسیر پائی جاتی ہے۔ "اگر تو اپنی زبان سے یسوعؔ کے خداوند ہونے کا اقرار کرے اور اپنے دل سے ایمان لائے کہ خُدا نے اُسے مُردوں میں

سے جلایا تو نجات پائے گا۔ کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اقرار مُنہ سے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کتابِ مُقدّس یہ کہتی ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا" (رومیوں ۱۰: ۹)۔ حضور المسیح نے خود بھی فرمایا "جو کوئی ... مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائیگا ابنِ آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اُس سے شرمائے گا" (انجیل شریف، مرقس ۸: ۳۸)۔

بے شک عین ممکن ہے کہ حضور المسیح کے گلہ میں علانیہ شریک ہونے سے آپ کو عزت و دولت یہاں تک کہ اپنے عزیز و اقارب سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔ لیکن قائدِ عاقبت کے یہ مبارک الفاظ یاد رکھیئے کہ "وہ ... اُن کے آگے آگے چلتا ہے" اور "شاگرد کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے استاد کی مانند ہو اور نوکر کے لئے یہ کہ اپنے مالک کی مانند ہو" (انجیل جلیل، متی ۱۰: ۲۵)۔ اگر کوئی حضور المسیح کی پیروی کرے گا تو آپ اُس کی محکم پناہ گاہ ہوں گے۔ آپ کا مبارک وعدہ ہے کہ "جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا اقرار کروں گا" (انجیلِ شریف، متی ۱۰: ۳۲)۔ جو اس زندگی میں آپ کے ساتھ دکھ اُٹھانے سے کتراتے وہ روزِ محشر کف افسوس ملے گا۔

اِس لئے عزیز قاری حضور المسیح کی پیروی کی دعوت کو قبول کر کے یہ پہلا قدم اٹھائیں اور ایمان کی رُو سے اپنے ہاتھ قائدِ عاقبت کے ہاتھ میں دے دیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو مکمل طور پر حضور المسیح کے سپرد کر دیں تو آپ کے دل میں قائدِ جہان کو زیادہ جاننے اور آپ کی تابعداری کرنے کی آرزو پیدا ہوگی۔ حضور المسیح کی پیروی کرنے سے نہ صرف آپ کا اپنا ایمان مضبوط ہو

جائے گا بلکہ اپنے آقا کا پیغام دوسروں کو پہنچانے سے آپ اُنہیں بھی مخلصی کے قریب لا سکیں گے۔

ایک تابع فرمان زندگی کو جو مختلف آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اُن کو بھیڑ کے خطرات کی مثال کی مدد سے پیش کیا گیا۔

پہلا خطرہ :۔ دوست نما دشمن جو وہ دوستی کی آڑ میں ہمیں حضور المسیح کی پیروی سے روکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی نظر میں "غیر" ہیں ہمارے اپنے عزیز و اقارب ہی ہوں۔ یہی عزیز ہمیں راہِ مستقیم سے ہٹا سکتے ہیں۔ انجیل جلیل میں پیشین گوئی ہے کہ "آدمی کے دشمن اُس کے گھر ہی کے لوگ ہوں گے۔" (متی ۱۰ : ۳۶)۔

دوسرا خطرہ :۔ چور۔ شیطان بھی چور کی طرح بے خبری میں چپکے سے آتا ہے تاکہ مومنین کی زندگیوں سے خدا تعالےٰ کے فضل اور اطمینان اور محبت کو چُرا کر اُن میں زندگی کی خوشی برباد کر دے (ملاحظہ کیجئے انجیل شریف، یوحنا ۱۰ : ۱۰)۔

تیسرا خطرہ :۔ مزدور۔ مزدور دنیا کی مثال ہے جو خوشحالی کے وقت تو ساتھ دیتی ہے مگر مصیبت کے وقت فرار ہو جاتی ہے۔ وہ بھیڑ بے وقوف ہے جو اپنے مالک چرواہے کی بجائے مزدور چرواہے پر بھروسہ کرتی ہے (انجیل شریف، یوحنا ۱۰ : ۱۲)۔

آخری خطرہ :۔ بھیڑیا۔ (انجیل شریف، یوحنا ۱۰ : ۱۲)۔ بھیڑیا دنیوی ظلم و تشدد کو جو حضور المسیح کے پیروکاروں پر کیا جاتا ہے، ظاہر کرتا ہے اِس ظلم و تشدد کا مقصد یہی ہے کہ دہشت پیدا کر کے معتقدوں کو آپ کی تابعداری سے باز رکھا جائے۔ لیکن اگر بھیڑ اپنے چرواہے کے پاس رہے تو وہ محفوظ

ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا "خداوند میرا چوپان ہے مجھے کمی نہ ہوگی۔۔ بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گذر ہو، میں کسی بَلا سے نہیں ڈروں گا کیونکہ تُو میرے ساتھ ہے" (زبُور شریف، ۲۳ : ۱، ۴) - لیکن اگر وہ مزدور یعنی دُنیا پر تکیہ کریں گے تو تباہ و برباد ہوجائیں گے۔

آیئے اب ہم ان خطرات کو چھوڑ کر اچھے چرواہے اور اُس بھیڑ کی طرف متوجہ ہوں جو اچھے چرواہے کی حفاظت میں ہے۔ وہ چرواہے کی اپنی ہے۔ چرائی یا سھتیائی ہوئی نہیں بلکہ اُس نے اُس کے لئے اپنی جان کی قیمت دی ہے اور اب کوئی بھی اُسے اُس کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ اِس لئے بھیڑ بھی بھیڑیئے یا اجنبی کی آواز کی طرف متوجہ نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے جان نثار مالک کی آواز پہچانتی ہے۔

اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہمیں حضورِ المسیح کے ارشادات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ یہ ہمیں انجیل جلیل میں ملیں گے جو اِس لئے ضبطِ تحریر میں آئی تاکہ ہمارے اور حضور المسیح کے درمیان مواصلت کا کام دے۔ حضور المسیح کا ارشاد ہے کہ "جو باتیں مَیں نے تم سے کہی ہیں وہ رُوح ہیں اور زندگی بھی ہیں" (انجیل جلیل، یوحنا ۶ : ۶۳) - جوں جوں ہم اُن سے زیادہ واقف ہوتے جائیں گے خدا تعالےٰ کا رُوح بھی اُن کے گہرے بھیدوں کو ہمارے دل پر منکشف کرتا جائے گا تاکہ مُصیبت کے وقت ہماری حفاظت اور رکھوالی ہو۔

حضرت داؤد فرماتے ہیں "مَیں نے تیرے کلام کو اپنے دل میں رکھ لیا ہے تاکہ مَیں تیرے خلاف گناہ نہ کروں" (زبور شریف ۱۱۹ : ۱۱) - ہم حضور المسیح کی اِس حد تک پیروی کریں کہ آپ ہمارے دل کے خیالات پر بھی حاوی

ہوجائیں (ملاحظہ ہوانجیل شریف، ۲-کرنتھیوں ۱۰ : ۵) -حضورالمسیح کی یہ غلامی کامل آزادی ہے کیونکہ آپ کی شراکت کے باعث ہم آپ کے ہم خیال ہو جاتے ہیں اور پیار و محبت کے لاثانی رشتے میں بندھ کر آپ کی پیروی میں خوشی محسوس کرتے ہیں خواہ اِس راہ میں کتنے ہی خطرات کیوں نہ ہوں -

۵۔ زِندگی کا بھید[۴]

حضور المسیح کے ارشادات عالیہ

"مرتھا نے یسوؔع سے کہا اے خداوند! اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دیگا۔ یسوؔع نے اُس سے کہا تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔ مرتھا نے اُس سے کہا مَیں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اُٹھے گا۔
یسوؔع نے اُس سے کہا

قیامت اَور زندگی تو مَیں ہوں

جو مجھ پہ ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا اور جو کوئی زندہ ہے اَور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔" (انجیل شریف، یوحنّا ۱۱: ۲۱-۲۶)۔

اِن الفاظ کے معنی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ یہ کِس موقع پر کہے گئے۔ لعزر نام ایک آدمی حضور المسیح کا عزیز دوست تھا۔ ایک دن آپ کو اُس کی علالت کی خبر ملی لیکن آپ کی تشریف آوری سے چار دن پیشتر وہ اِس جہانِ فانی سے رحلت کر گیا۔

لعزر کی دو بہنیں مرتھا اور مریم تھیں جو حضور المسیح کی وفادار پیرو تھیں۔ وہ اِس بات سے بہت غمزدہ ہوئیں کہ آپ ان کے بھائی کے مرنے سے پہلے کیوں نہ تشریف لائے۔ اُنہیں کیا معلوم تھا کہ شاہِ اعجاز کتنا عظیم معجزہ دکھانے والے تھے! آپ اُسے شفا نہیں بلکہ مُردوں میں سے زندہ کرنے کو تھے۔ گو آپ اُن کے غم میں برابر کے شریک تھے یہاں تک کہ آبدیدہ بھی ہوئے تو بھی آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی دعا ضرور مستجاب ہو گی اور خدا تعالےٰ اُسے "یقیناً" زندہ کر دے گا۔

جب حضور المسیح غم زدہ عزیز واقارب کی میت میں لعزر کی قبر پر تشریف لائے تو آپ نے خُدا تعالےٰ کا شکر ادا کر کے بلند آواز سے فرمایا "لعزر نکل آ"۔ فوراً ہی موت کے بھیانک جبڑے کھُل گئے اور اُس نے اپنا مُردہ دے دیا۔ لعزر قبر سے زندہ باہر آ گیا اور اپنے عزیز واقارب کے ساتھ بقیہ زندگی بسر کرتا رہا۔

لیکن حضور المسیح کے اِس بیان میں کہ "قیامت اور زندگی میں ہوں" ایک زیادہ گہرا مطلب پایا جاتا ہے۔ وہ زندگی جو ہمیں اپنے جدِامجد حضرت آدم سے ملی جنت کی وارث نہیں ہو سکتی، جیسا کہ انجیلِ جلیل میں بھی مرقوم ہے کہ گوشت اور خون خُدا کی بادشاہی کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے" (انجیل جلیل ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۵۰) ۔ اگر توریت شریف

کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان کے دنوں میں بھی انسان الٰہی پابندیوں کے باوجود خدا تعالےٰ کے روحانی معیار تک پہنچنے میں ناکام رہا اور اِس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انسانی فطرت کو نیا نہیں بنایا جا سکتا۔ ہمارا ذاتی تجربہ اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ انسان کا دل بدی کی طرف مائل رہتا ہے۔

لہٰذا متلاشیانِ حق کوئی ایسا راستہ تلاش کرنا چاہتے ہیں جس پر چل کر وہ انسانی فطرت کی آلودگی اور بُری خواہشات کی طرف سے مرکر نئی پیدائش کے ذریعہ حقیقی زندگی میں داخل ہو جائیں۔ انہوں نے اس درجہ تک پہنچنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے ہیں مثلاً نفس کشی اور ریاضت وغیرہ لیکن با ایں ہمہ وہ خدا تعالےٰ کے معیار تک نہیں پہنچ سکے کیونکہ ہنوز دنیوی خواہشات اُن کے دل میں زندہ ہیں۔

لیکن خدا تعالےٰ جو ہماری اِس جدوجہد کو دیکھتا ہے، ہمیں ایک مرتبہ پھر ایک عجیب وغریب بھید بتاتا ہے۔ اُس نے انجیل جلیل میں اِس بات کا انکشاف کیا ہے کہ اُس نے حضور المسیح کو مخصوص کیا ہے کہ انسان آپ کے وسیلہ سے فطری زندگی سے نجات پا کر حقیقی روحانی زندگی حاصل کر کے اُس الٰہی معیار تک پہنچ جائے۔

خدا تعالےٰ نے حضور المسیح کو اِس لئے مخصوص کیا تاکہ جیسے حضرت آدم نسلِ انسانی کی جسمانی زندگی کے بانی تھے، ویسے ہی آپ ہماری روحانی زندگی کے بانی بنے۔ "پہلا آدمی یعنی آدم زندہ نفس بنا۔ پچھلا آدم (حضور المسیح) زندگی بخشنے والی رُوح بنا" (انجیل جلیل، ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۴۵)۔ آپ نے نسلِ انسانی کی تمام موروثی کمزوریوں اور گناہوں کو اپنے ساتھ

دفن کر دیا اور تیسرے دن موت کے بندھن توڑ کر زندہ ہوئے تاکہ ہمیں نئی اور حقیقی زندگی عطا کریں۔ یہ زندگی اس زندگی سے جو حضرت آدم کی معرفت ہمیں ملی قطعی مختلف ہے۔ چنانچہ انجیل جلیل میں مرقوم ہے کہ "وہی (حضور المسیح) بدن یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہی مبدا ہے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا تاکہ سب باتوں میں اُس کا اوّل درجہ ہو" (انجیل شریف، کلسیوں ۱: ۱۸)۔

اب جو حضرات حضور المسیح کو ایمان کی رُو سے قبول کرتے ہیں خُدا تعالےٰ انہیں کلیسیا (یعنی اُمّتِ الٰہی) کا رُکن بنا دیتا ہے۔ کلیسیا کو آپ کے بدنِ اطہر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اب وہ اُس ایمان کی بنا پر نسلِ آدم اوّل سے تعلق قطع کر کے آدمِ ثانی (حضور المسیح) کی نسل میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آپ اِسی مقصد کے لئے اِس جہاں میں مبعوث ہوئے تھے کہ پہلے آدم کی کمزوریوں اور گناہوں کو مٹا کر روحانی زندگی بحال کریں تاکہ انسان آپ پر ایمان لا کر خدا تعالےٰ کے نزدیک مقبول ٹھہر سکے (ملاحظہ ہو انجیلِ مُقدس، افسیوں ۱: ۶)۔

لیکن جو نجات حامئِ عاصیاں حضور المسیح کی معرفت ہمیں ملتی ہے اُس کی وسعت محض مجُرم کو صاف کرنے تک ہی محدود نہیں بلکہ پُرانی انسانیت سے چھوٹ کر اُسے نئی زندگی مل جاتی ہے۔ جو بھی حضور المسیح کے بغیر اِس نئی زندگی کو حاصِل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کی حالت اُس شخص کی مانند ہے جو سراب کو منزل سمجھ بیٹھا اور گمراہ ہوگیا۔ لیکن حضور المسیح میں اب اور اِسی وقت اِس نئی زندگی کو حاصِل کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ کی موت میں بذریعہ ایمان شامل ہونے کا مطلب ہماری پُرانی زندگی سے

قطع تعلق ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "مسیح جو مُوا گناہ کے اعتبار سے ایک بار مُوا۔ مگر اب جو جیتا ہے تو خدا کے اعتبار سے جیتا ہے۔ اِسی طرح تم بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مُردہ مگر خدا کے اعتبار سے مسیح یسوع میں زندہ سمجھو" (انجیلِ جلیل، رومیوں ۶: ۱۰-۱۱)۔

اس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہمیں ایمان کی رُو سے اپنی جسمانی فطرت جو ہمیں حضرت آدم سے ترکہ میں ملی اپنی تمام جسمانی خواہشات اور گناہوں کو گویا حضور المسیح کی قبر کے سپرد کرنا ہے۔ اگر ہم یہ کریں تو خدا تعالےٰ بھی معجزانہ طور پر ہمیں ہماری جسمانی فطرت سے رہائی دے کر قوت دے گا کہ ہم گناہ اور اس کی لذّت سے نفرت کریں اور رُوحانی باتوں کی طرف راغب ہوں۔ "اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہو گئیں" (انجیلِ شریف، ۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۷)۔ یہ حقیقی مخلصی اور مکمل نجات ہے۔

حضور المسیح نے اقرار الایمان کے طور پر یہ مقرر کیا کہ وہ تمام جو آپ کے مبارک نام سے کہلاتے ہیں، اصطباغ کی پاک رسم کے وسیلہ سے اِس بات کا برملا اظہار کریں کہ المسیح پر ایمان لانے سے انہوں نے پرانی زندگی سے اپنا تعلق قطع کر لیا ہے اور کہ وہ دنیا اور گناہ کے اعتبار سے مُردہ ہیں۔ یہ انجیل شریف کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ نیز اصطباغ کی پاک رسم معتقدوں کے ایمان پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ اصطباغ کی رسم کی ادائیگی کے موقع پر نومرید دریا، ندی یا تالاب میں اترتا ہے اور مبشر اُسے پانی میں غوطہ دیتا ہے جو اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی طرف سے مر کر حضور المسیح کے ساتھ دفن

ہو گیا ہے، اور جب وہ پانی سے اُبھرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام جسمانی آلودگی کی طرف سے مر کر روحانی باتوں کے لئے زندہ ہُوا ہے۔

لیکن اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مخلصی پانے کے بعد ہم سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کہ اب ہمارے لئے اپنے بڑے سے بڑے گناہ پر بھی فتح پانا ممکن ہو گیا ہے۔ چنانچہ انجیل جلیل کا فرمان ہے "خُدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوؔع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔" جب کوئی معتقد حضور المسیح پر ایمان میں مصمم ارادہ سے قائم رہتا ہے تو خُدا تعالےٰ اُس میں اپنی بے بیان قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اُس وقت اُس کی روزمرّہ کی زندگی میں یعنی اِس کے خیالات، کلام اور کام سے اِس حقیقت کا اظہار ہونے لگتا ہے کہ پُرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔ بیج زمین میں ایک ہی بار دفن کیا جاتا ہے بعد میں اُس کا وجود درجہ بدرجہ ختم ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے پہلے وجود کا اس طرح گلنا نئی زندگی کی نشوونما کا باعث بنتا ہے۔ اِسی طرح خدا تعالےٰ ہماری جسمانی انسانیت سے نپٹتا ہے۔ وہ اِسے حضور المسیح کے ساتھ موت اور قبر کے حوالہ کر دیتا ہے (جس کا اظہار اصطباغ میں ہوتا ہے) اور پھر حالاتِ زندگی کے وسیلہ سے ہماری پوری شخصیت میں تدریج گناہ کی بیخ کنی کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ہم میں گناہ اور خودی کا قبضہ ختم ہو جاتا ہے۔

اب ہم اِس مضمون کے آخری بیان پر غور کریں گے۔ یہاں حضور المسیح کی موت پر فتح کے راز کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مذکورہ بیان یوں ہے:

"جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا اور جو

کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا،،
(انجیلِ جلیل، یوحنا ۱۱: ۲۵)۔

اِس بیان میں مکمل رہائی کا وعدہ ہے، یعنی روزِ آخرت ایماندار کی رُوح، جان اور جسم نجات پالیں گے۔ چنانچہ انجیلِ جلیل میں مرقوم ہے کہ "مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی" (رومیوں ۸: ۲۱) یہاں حضور المسیح ہم پر یہ انکشاف کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کی دوبارہ آمد پر ہم جو زمینی ہیں آسمانی بن جائیں گے۔

آپ کی آمدِ ثانی کے وقت اس وعدہ کا پہلا حصّہ یعنی "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا" پُورا ہو گا۔ اس وقت وہ تمام مومنین جو گذشتہ زمانہ میں حضور المسیح پر ایمان لا کر کوچ کر گئے پہلے زندہ کئے جائیں گے اور فانی جسم کی جگہ غیر فانی جسم پائیں گے۔ ملاحظہ ہو انجیلِ جلیل، ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۴۴)۔

لیکن اُسی روز اس عظیم وعدہ کا دوسرا حصّہ بھی پُورا ہو گا جس میں حضور المسیح نے فرمایا کہ "جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا"۔ اِس ضمن میں حضرت پولُس فرماتے ہیں "خداوند خود آسمان سے للکار اور مقرّب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اُتر آئے گا اور پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہونگے اُنکے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اِس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہیں گے (انجیلِ جلیل، ۱-تھسلنیکیوں ۴: ۱۶-۱۷)۔ پھر ارشاد ہوا ہے "ہم سب تو نہیں سوئیں گے

مگر سب بدل جائیں گے۔ اور یہ ایک دم میں۔ ایک پل میں۔ پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہوگا۔ کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مردے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔۔۔ اور جب یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہن چکے گا اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہن چکے گا تو وہ قول پورا ہوگا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لقمہ ہوگئی" (انجیل شریف، ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵۱، ۵۲، ۵۴)۔ یہی مسیحیوں کی قوی اور زندہ اُمید کا راز ہے۔

مگر یہ اُمید صرف ان لوگوں کے لئے ہی ہے جو بانیٔ نجات حضور المسیح پر سچے دل سے ایمان لائے اور موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہوئے ہیں۔ چنانچہ انجیل جلیل میں ارشاد ہے کہ "اس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم (حضور المسیح) آجائے گا" (متی ۲۴: ۴۴)۔

۶۔ ترقی کا بھید

حضور المسیح کے ارشاداتِ عالیہ

"تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو۔ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں ...

اور جہاں میں جاتا ہوں تم وہاں کی راہ جانتے ہو۔ توما نے اُس سے کہا۔ اَے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے پھر راہ کس طرح جانیں؟

یسوع نے اُس سے کہا کہ

راہ اور حق اور زندگی میں ہُوں

"کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا"

انجیلِ جلیل، یوحنا ۱۴: ۱، ۲، ۴، ۵، ۶۔

پہلے ہم نے حضور المسیح کے "آسمانی روٹی" ہونے کے بھید پر غور کیا۔ "دُنیا کے نور" ہونے میں یہ ظاہر ہوا کہ انسان کو منّور کر کے خُدا سے روشناس کرانے والے آپ ہی ہیں۔ پھر "دروازہ" کی تشبیہ سے واضح ہوا کہ کس طرح آپ نے اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو نیست کر دیا (انجیلِ مُقدّس، عبرانیوں ۹: ۲۶)۔ اور "اچھے چرواہے" کی مثال سے اِس بات کی تشریح ہوئی کہ جو دروازہ میں داخل ہوئے وہ آپ کے گلہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آپ کے "قیامت اور زندگی" ہونے کے بھید سے واضح ہوا کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث آپ نے مخلصی کا اہتمام کیا۔ زیرِ غور ارشاداتِ گرامی آپ نے اپنے صعودِ آسمانی کے سلسلے میں اپنے حواریّن کو فرمائے۔

صعودِ آسمانی کے موضوع کے پیشِ نظر آپ کے حواریوں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ "ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے پھر راہ کس طرح جانیں"؟ اِس سوال کا جواب اِس چھٹے بھید کی صورت میں ملا یعنی "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔"

محوّلہ بالا فرمان سے واضح ہے کہ راہ، حق اور زِندگی تینوں ایک سِلسلہ میں مربوط ہیں۔

راہ میں ہوں ــــــــــ چلنے کے لئے راستہ

حق میں ہوں ــــــــــ راستہ بتانے کے لئے روشنی

زندگی میں ہوں ــــــــــ راستہ پر چلنے کے لئے قوت

"راہ" ترقی کی طرف اشارہ کرتی ہے، کیونکہ راستے پر چلتے وقت ہمارا ہر قدم کچھ فاصلہ پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور ہم اپنی منزل کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔

"حق" بھی ترقی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ علم حاصل کرتے وقت ہم نئی نئی حقیقتیں دریافت کرتے ہیں۔

اُسی طرح "زندگی" بھی ترقی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ زندگی کا مطلب متواتر نئی قوت حاصل کرتے رہنا ہے تاوقتیکہ ہم پختگی کو نہیں پہنچ جاتے۔ تاہم جب ہم ان الفاظ کا نظرِ عمیق سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسانی تصور ترقی سے مختلف ہے۔ انسانی ترقی ایک خاص اصول کے تحت درجہ بدرجہ ہوتی ہے اور اُس اصول سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کا طریقہ مختلف ہے۔ اگر اِس بات پر غور کریں کہ انسان سیڑھی کیسے بناتا ہے اور خدا تعالےٰ درخت کیسے اُگاتا ہے تو اِس فرق کو بخوبی سمجھ جائیں گے۔ انسانی طریقہ میں ایک درجہ کے بعد دُوسرا درجہ آتا ہے اور اس اصول سے انحراف ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن خالقِ دو جہان کے ہاں ترقی کے ایک قدم سے دوسرا قدم اُبھرتا ہے۔ بالکل درخت کی مانند جیسے وہ پے در پے اُوپر کو بڑھتا ہے۔ آپ کی پیروی میں انسان کی رُوحانی ترقی اور بھرپُوری زندگی کی قوت سے درخت کی طرح آزادانہ طور پر نشوونما پاتی ہے۔ اور دو آدمیوں کو کبھی بھی ایک جیسی ہدایت نہیں ملتی۔ یہ اِسلئے ہے کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک رُوحانی ترقی کا راز حضور المسیح کو جاننے میں پنہاں ہے۔ یہاں جاننے سے یہ مراد نہیں کہ آپ کے متعلق جانیں بلکہ آپ کو شخصی طور پر جان جائیں، اور اپنی کمی کو محسوس کر کے آپ کی معموری سے معمور ہو جائیں۔ یہ صرف اس وقت ہی ممکن ہے جب ہم یہ محسوس کریں کہ حضور المسیح کے بغیر ہم گمراہ اور مُردہ ہیں اور اِس نئے بھید کو کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں" جاننے کے لئے تیار ہوں۔

آیئے، اِس بھید کے پہلے لفظ "راہ" پر غور کریں۔ اِس سے بہت سے سخت قوانین کا ضابطہ مراد نہیں بلکہ یہ نئی اور زندہ راہ یعنی محبت کی راہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ایک بڑا بھائی اپنے گم شدہ بھائی کو اپنے کندھے پر اُٹھا کر جنگل کی دشوار گزار راہ سے نکال کر گھر لے آتا ہے۔ بڑے بھائی کے چھوٹے بھائی کو پا لینے کے بعد چھوٹے بھائی کو کوئی اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب وہ اپنے بڑے بھائی کے کندھوں پر سوار ہے اور اس کے پاؤں پتھریلی اور خاردار راہ پر نہیں بلکہ اپنے بھائی کے نرم اور محبت بھرے ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔ اس کا بڑا بھائی اُسے راستہ نہیں بتاتا بلکہ وہ خود گویا اس کے لئے راستہ بن جاتا ہے۔ پس یہ بھید کہ "راہ مَیں ہوں"، ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم سب کے "نجات دہندہ"، حضور المسیح ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات پر اعتماد کیجئے اور اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں میں دے دیجئے۔ راہ آپ ہی ہیں۔

اب ترقی کے بھید کے دوسرے لفظ "حق" پر غور کریں۔ "حق" لاتبدیل اور غیر فانی ہے۔ متعدد عزیزوں کے نزدیک اس کی تلاش کا راستہ طویل اور پُرپیچ ہے۔ اور نہایت کم لوگ کہہ سکتے ہیں کہ وہ منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ لیکن جو ہادیِ برحق حضور المسیح پر ایمان لے آیا ہو اُس نے نہ صرف "راہ" کو بلکہ "حق" کو بھی پا لیا ہے اور وہ حضور المسیح میں کامل اور یقینی تسلی پا لیتا ہے۔ جب کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اُس کے ذہن میں مختلف حل اُبھرتے ہیں۔ لیکن بالآخر جب وہ اُس مسئلہ کا صحیح حل تلاش کر لیتا ہے تو باقی ماندہ سوالات اُس کے ذہن سے خودبخود کافور ہو جاتے ہیں۔ صحیح جواب ملنے کے بعد وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور مزید جواب تلاش کرنے کی

تگ و دو نہیں کرتا۔

بعینہٖ جب کوئی انسان حضور المسیح کو پالیتا ہے تو دیگر الجھنیں از خود ختم ہوجاتی ہیں۔ آپ ہمارے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے الٰہی یقین دہانی کی انمول بخشش ہیں۔ آپ اُن سے جو تلاشِ حق میں سرگرداں ہیں فرماتے ہیں۔ "اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو! سب میرے پاس آؤ مَیں تم کو آرام دوں گا،، (انجیل شریف، متی ۱۱: ۲۸)۔ جیسے پیاسا کنویں کے پاس اور کشتی بندرگاہ کی طرف آتی ہے، ویسے ہی قاری بھی ہادئ عاقبت حضور المسیح کے پاس آئیں، کیونکہ "حق،، آپ ہی ہیں۔

حضور المسیح کی یہ دو صفاتِ بابرکات یعنی "راہ،، اور "حق،، ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ راہ کے تین پہلو ہیں۔ وہ چیزیں جو پیچھے رہ گئیں، وہ جو عین سامنے ہیں اور وہ جو آگے آئیں گی۔ جب ہم اس راہ پر چلنے لگتے ہیں تو ہادئ برحق ہمیں بتاتے ہیں کہ کِن کِن چیزوں کو ضرور ہی پیچھے چھوڑنا ہے۔ ایسے خیالات اور عادات جو پہلے بے ضرر معلوم ہوتے تھے۔ اب نقصان دِہ دکھائی دینے لگتی ہیں، لہٰذا انہیں ترک کرنا ہے، اِسلئے کہ حق نے ہمارے راستے کو منور کیا ہے اور وہی حق ہمارے اگلے قدم پر بھی روشنی ڈالے گا اور اِس سے اگلے قدم پر بھی۔ اس راہ میں ہماری ترقی اس بات پر منحصر ہوگی کہ ہم کتنی جلدی اور کہاں تک اپنے سامنے کے راستے کا نیا حصّہ پہچاننے اور کہاں تک پرانی باتوں کو پیچھے چھوڑنے کو تیار ہوتے ہیں۔

اب ہم اِس بھید کے تیسرے لفظ کی طرف متوجہ ہوجائیں۔ انسان نہ صرف خدا تعالےٰ کی "راہ،، تلاش کرنا اور "حق،، کو جاننا چاہتا ہے بلکہ وہ ابدی زندگی میں بھی شریک ہوتا چاہتا ہے۔ جب حق پر سے پردہ اُٹھے تو

ہمیں ایک ایسی قوّت کی ضرورت ہے جس کے باعث ہم اس راہ پر قائم رہ سکیں۔ حضور المسیح کے ان الفاظ ہیں کہ "زندگی میَں ہوں"، مسلسل طاقت کی ضمانت موجود ہے تاکہ ہم اپنی بلاہٹ کے مطابق اس جگہ پہنچ سکیں جہاں آپ پہلے ہی تشریف فرما ہیں۔

کائنات اور اِس کی کُل اشیا حضور المسیح کی وساطت ہی سے مخلوق ہوئیں جیسا کہ انجیل شریف میں مرقوم ہے۔ "اُسی میں (حضور المسیح) سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی۔ دیکھی ہوں یا اندیکھی۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب چیزوں سے پہلے ہے اور اُسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں" (انجیل جلیل، کلسیوں ۱: ۱۶-۱۷)

گو حضور المسیح نے اپنے تینتیس ۳۳ سالہ زمینی دور میں اپنے آپ کو جاہ و جلال سے خالی کر دیا تھا تو بھی اس وقت بھی اِس زندگی کی معموری کا اظہار آسمانی قوّت میں ہوتا رہا۔ آپ نے بیماریوں کو جو موت کی علامت ہیں شفا میں بدل دیا، اور جب آپ آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے زندگی کے رُوح کو بھیجا تاکہ وہ انسانی زندگی میں سے گناہ جو اس کی موت کا باعث ہے نکال دے۔ ہم پاک رُوح کی معموری سے اس قدر معمور ہو سکتے ہیں کہ ہم بھی حضرت پولُس کے ہمزبان ہو کر یہ کہہ سکیں گے کہ "مَیں مسیح کے ساتھ مصلوب ہُوا ہوں اور اب مَیں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے"۔ "زندہ رہنا میرے لئے مسیح ہے"۔ "مسیح ... ہماری زندگی ہے"، (انجیل شریف، گلتیوں ۲: ۲۰؛ فلپیوں ۱: ۲۱؛ کلسیوں ۳: ۴)

اب اختتامی الفاظ پر کہ "کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں

نہیں آتا"۔ غور کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور المسیح کے اسمِ مبارک کے وسیلہ سے ہی انسان خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔ "ہم صرف آپ کے نام مبارک کی وساطت ہی سے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں"۔ "باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوعؔ مسیح راستباز" اور "کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں" (انجیل شریف، ۱۔ یوحناؔ ۲ : ۱؛ اعمال ۴ : ۱۲)۔

بالآخر ہم منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے جب حضور المسیح کے جلال کا دیدار ہم میں ہر قسم کی آلودگی کو بھسم کر کے ہمیں آپ کی شبیہ مبارک پر ڈھالے گا اور "ہم بھی اس کی مانند ہوں گے کیونکہ اس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے" (انجیل شریف، ۱۔ یوحناؔ ۳ : ۲)۔ اس وقت آپکی کلیسیا کامل ہو کر اس کے "پُرجلال حضور میں کمال خوشی کے ساتھ بے عیب" پیش ہوگی (انجیلِ شریف، یہوداہ آیت ۲۴)۔

۷۔ شراکت کا بھید

حضور المسیح کے ارشاداتِ عالیہ

"انگور کا حقیقی درخت میں ہوں اور میرا باپ باغبان ہے۔ جو ڈالی مجھ میں ہے اور پھل نہیں لاتی اُسے وہ کاٹ ڈالتا ہے اور جو پھل لاتی ہے اُسے چھانٹتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے . . .

تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں۔ جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی۔ اُسی طرح تم بھی اگر مجھ میں قائم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے۔

مَیں انگور کا درخت ہُوں

"تم ڈالیاں ہو۔ جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور مَیں اُس میں وہی بہت پھل لاتا ہے کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے . . . اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو وہ تمہارے لئے ہو جائیگا۔ میرے باپ کا جلال اِسی سے ہوتا ہے کہ تم بہت سا پھل لاؤ۔ جب ہی تم میرے شاگرد ٹھہرو گے۔"

انجیل شریف، یوحنا ۱۵: ۱، ۲، ۴، ۵، ۷، ۸۔

اِن ساتوں بھیدوں کے مطالعہ سے یہ خاص بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہمیشہ کی زندگی جو حضرت آدم کے گناہ کے باعث چھن گئی تھی اب حضور المسیح کے وسیلہ سے بنی نوع انسان کو پھر مل جاتی ہے۔

پہلے حضور المسیح "زندگی کی روٹی" کے طور پر جو انسان کے دل کو تازگی بخشتی ہے ظاہر ہوئے، پھر "زندگی کا نور" جو ذہن کو روشن کرتا ہے، پھر "زندگی اور قیامت" جس کے وسیلہ سے نئی زندگی ملتی ہے۔ اور گذشتہ باب کے اختتام پر ہم نے دیکھا کہ صعودِ آسمانی کے بعد آپ کس طرح اپنے آپ کو اپنے لوگوں پر رُوح القدس کے نازل کرنے کے وسیلہ سے ظاہر کرنے والے تھے۔

رُوح القدس کا نزول اِس طرح ہُوا کہ آپ کے پیروکار جن کی تعداد ایک سو بیس تھی ایک جگہ جمع ہو کر دُعا کر رہے تھے کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ "جب تک عالمِ بالا سے تم کو قوّت کا لباس نہ ملے اِس شہر میں ٹھہرے رہو" (انجیل شریف، لوقا ۲۴ : ۴۹)۔ وقتِ مقررہ پر رُوح القدس اُن پر بڑے زور سے نازل ہُوا اور اُن کے دل محبّت اور جوش اور حکمت سے بھر گئے اور وہ عوام میں آپ کے اسمِ مبارک کی تبلیغ کرنے لگے۔ اِس تبلیغ کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُسی دن تقریباً تین ہزار لوگ آپ کے پیروؤں میں شامل ہو گئے۔

اِس وقت سے پاک رُوح مومنین میں سکونت کرتا ہے اور وہ جتنی زیادہ اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، اتنے ہی زیادہ رُوح سے معمور ہوتے ہیں۔ یہ حکم کہ "رُوح سے معمور ہوتے جاؤ" ہر ایماندار کیلئے ہے (انجیل شریف، افسیوں ۵ : ۱۸)۔

یہ آخری بھید ہم پر انگور کی بیل کی مثال سے کھولا گیا ہے۔ جب تک شاخ تنے میں قائم رہتی ہے وہ زندگی کا رس حاصل کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے انجیلِ مُقدّس میں ارشاد ہے کہ "جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُس کے ساتھ ایک رُوح ہوتا ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۶ : ۱۷)۔ یہاں اس بھید کا انکشاف کیا گیا ہے کہ کس طرح خداتعالےٰ سے شراکت رکھنے کی تشنگی کو بجھایا جا سکتا ہے۔ یہی انسان کی زندگی کا بڑا مقصد ہے۔ انگور کی بیل اور شاخوں کی تمثیل سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ ہم خاکی و خاطی انسان کس طرح خداتعالےٰ کے ساتھ شراکت رکھ سکتے ہیں۔ جس طرح اس انگور کی بیل میں تنے کے وسیلہ سے تمام شاخوں کے آخری پتے تک پہنچ کر اسے تنے کی زندگی میں شریک کرتا ہے۔ اسی طرح خداتعالےٰ ہم میں رُوح القدس کی سکونت کے وسیلہ سے الٰہی فطرت سمو دیتا ہے۔ یہ شراکت ہماری اپنی کاوش کا نتیجہ نہیں، بلکہ ایمان کے ذریعہ پاک رُوح کے وعدے کو قبول کرنے سے ہے، بالکل اسی طرح جس طرح ڈالی تنے کا رس قبول کرتی ہے۔

لفظ "شراکت" پر پھر غور کریں۔ یہ شراکت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ شاید انگور کی بیل کی مثال اسے واضح کر دے۔ ایک شاخ کسی دوسرے درخت کی شاخ کے ساتھ کیسے ایک ہو جاتی ہے؟ پیوند کاری کے وسیلہ سے۔ پیوند لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ مالی ایک شاخ لے کر اُس کے آخری سرے کو چھیلتے ہیں۔ اسی طرح درخت کو بھی جس جگہ پیوند لگانا مقصود ہو چھیلتے ہیں۔ پھر دونوں چھلے ہوئے حصّوں کو ملا کر باندھ دیتے ہیں تاکہ ایک کا رس دوسرے میں پہنچ

جائے۔ رفتہ رفتہ وہ ایک دوسرے میں جم جاتے اور ایک جان ہو جاتے ہیں گویا ایک ہی درخت ہیں۔ پھر انہیں قائم رکھنے کے لئے کسی خارجی بندھن کی ضرورت نہیں رہتی۔

انسان کو بھی شاخ کی طرح اپنی گذشتہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنی ہو گی تاکہ پیوند ہو سکے۔ مطلب یہ کہ اُس کو اپنے گناہوں اور بُری خواہشات سے توبہ کرنی ہو گی، کیونکہ توبہ بمثل چاقو ہے جو شاخ کو پُرانے درخت سے علیحدہ کر دیتا ہے تاکہ نئے درخت میں پیوند ہو جائے۔ یوں اس کو حضور المسیح میں پناہ مل جائے گی کیونکہ انہوں نے انسان کو گناہوں سے مخلصی دلانے کے لئے دکھ اُٹھایا بلکہ اپنا خون بہایا۔ وہ اِس پناہ گاہ (حضور المسیح) میں سکونت کرے یہاں تک کہ وہ ایک پیوند شدہ شاخ کی طرح حضور المسیح کے ساتھ گویا ایک جان ہو جائے اور روز بروز نئی زندگی حاصل کرتا رہے۔

حضور المسیح کے ساتھ انسانی شراکت میں درجات اور طوالت نہیں بلکہ یہ ایک فوری اور یقینی عمل ہے۔ ہمارا خالق و مالک معجزات کا خدا ہے اور معجزہ خواہ داخلی ہو یا خارجی فوراً وقوع پذیر ہوتا ہے اور یہی حال روحانی شراکت کا ہے۔ جونہی ہم حضور المسیح پر ایمان لاتے ہیں ہم فوراً آپ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم اپنی لیاقت اور خوبی پر بھروسہ کر کے شراکت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ناکام رہتے ہیں۔

زیر مطالعہ آیات میں بار بار حضور المسیح میں قائم رہنے کا ذکر آیا ہے۔ ہم سب کے مشاہدہ میں یہ بات آئی ہو گی کہ بعض مرتبہ شاخ اچھی طرح پیوند نہیں ہوتی بلکہ کچھ عرصہ بعد تنے سے الگ ہو جاتی ہے اور ما سوا جلانے کے

اور کسی کام نہیں آتی۔ بعینہٖ بعض لوگ حضور المسیح کے ساتھ محض ظاہری شراکت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ آپ کے ساتھ باطنی طور پر پیوند نہیں ہوتے اِس لئے "کچھ عرصہ تک ایمان رکھ کر آزمائش کے وقت پھر جاتے ہیں" (انجیل شریف، لوقا ۸: ۱۳)۔ بدیں وجہ حضرت پولس ایک شاگرد تیمتھیس کو نصیحت کرتے ہیں کہ "اُس ہمیشہ کی زندگی پر قبضہ کرے" (انجیل شریف، ا-تیمتھیس ۶: ۱۲)۔ اور حضرت برنباس بھی لوگوں کو یہی تلقین کرتے ہیں کہ "دِلی ارادہ سے خداوند سے لپٹے رہو" (انجیل شریف، اعمال ۱۱: ۲۳)۔

سب سے بڑا خطرہ باہر کی چیزوں میں نہیں پایا جاتا۔ انجیل شریف میں مرقوم ہے کہ "کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کرے گا؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگاپن یا خطرہ یا تلوار؟ ... مگر ان سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے" (رومیوں ۸: ۳۵، ۳۷)۔ بڑا خطرہ داخلی خطرہ ہے جیسا کہ انگور کی مثال میں دو اندرونی خطروں کا ذکر ہے۔ پہلا خطرہ یہ ہے کہ منبعِ حیات حضور المسیح میں ہماری ایمان کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "مجھ میں قائم رہو"۔ دوسرا یہ کہ شاید ہم حضور المسیح کو اپنے دل پر پورے طور پر قابض نہ ہونے دیں، اسی لئے ارشاد ہے "اور میں تم میں قائم رہوں"۔ "مجھ میں قائم رہو" کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ میں متواتر شراکت رکھیں، اور "میں تم میں قائم رہوں" کا یہ کہ ہم آپ کو اپنے پر مکمل قبضہ کرنے کی اجازت دیں۔ کیوں؟ اِس لئے کہ "جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اُس میں، وہی بہت پھل لاتا ہے"۔

ہمارا حضور المسیح میں اور آپ کا ہم میں قائم رہنا، کوئی ایسی حالت

نہیں جو صرف اُس موقع پر ہی حاصل ہوتی ہے جب ہم قربتِ خداوندی کی انتہائی بلندیوں کو چھوتے ہوں، بلکہ حضور المسیح کی اِس قوتِ زندگی سے ہم روز بہ روز اپنی روزمرّہ کی زندگی میں فیض یاب ہوتے ہیں۔ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں اُس میں قائم ہوں تو چاہیئے کہ یہ بھی اُسی طرح چلے جس طرح وہ چلتا تھا" (انجیل شریف، ۱-یوحنّا ۲: ۶)۔

آیئے اب ہم ان تین آیات پر غور کریں (۱) "جس کے پاس میرے حکم ہیں اور وہ اُن پر عمل کرتا ہے وہی مجھ سے محبّت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبّت رکھتا ہے وہ میرے باپ کا پیارا ہوگا اور مَیں اُس سے محبّت رکھونگا اور اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کروں گا۔ (۲) جیسے باپ نے مجھ سے محبّت رکھی ویسے ہی مَیں نے تم سے محبّت رکھی۔ تم میری محبت میں قائم رہو۔" (۳) "مَیں نے یہ باتیں اِس لئے تم سے کہی ہیں کہ میری خوشی تم میں ہو اور تمہاری خوشی پوری ہو جائے۔" (انجیل شریف، یوحنّا ۱۴: ۲۱؛ ۱۵: ۹؛ ۱۵: ۱۱)۔ یہ آیات اُس بیان سے لی گئی ہیں جہاں حضور المسیح کے پکڑوائے جانے کا ذکر ہے۔ آپ یہاں وعدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی محبّت، اطمینان اور خوشی آپ کے پیروکاروں کی زندگی سے ظاہر ہوگی۔ غربت اور ظلم و تشدد آپکے اطمینان کو تباہ نہ کر سکے۔ آپ کی خوشی سخت تنہائی میں اور آپ کی محبّت دشمنوں کی نفرت کے باوجود بھی جاری و ساری رہی۔ یہاں تک کہ جب آپ کے دشمن آپ کو مصلوب کر رہے تھے تو آپ نے اُن کے حق میں دعا کی کہ "اَے باپ! اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" (انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۳۴)۔

حضور المسیح کی ہم میں سکونت اور شراکت کی نشانیاں بصورت نیک

پھل ہماری زندگیوں سے ظاہر ہوتی ہیں " رُوح کا پھل محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیز گاری ہے (انجیل جلیل گلتیوں ۵ : ۲۲ - ۲۳) - یہ انگور کے خوبصورت گچھوں کی مانند ہیں جس طرح انگور کھلی فضا میں پکتے ہیں اسی طرح یہ رُوح کا پھل بھی ہمارے اِس دنیا میں رہتے ہوئے اور طوفانِ بادوباراں کا مقابلہ کرتے ہوئے پکتا ہے۔

اِنسانی زندگی کا مطلب و مقصد خواب و خیال میں جھومنا نہیں، بلکہ حضور المسیح کی طرح بامقصد زندگی گزارنا ہے۔ آپ خدا تعالےٰ کی پاک حضوری سے اس مقصد سے تشریف لائے تھے تاکہ آپ اُس کے بے پناہ نور، بے قیاس محبت اور لامحدود قدرت کو اپنے چوگرد پھیلا دیں۔ اور اُس چشمے کے شیریں پانی سے بنجر زمین کو سیراب کریں اور پھر آپ نے رُوح القُدس کو بھیجا تاکہ وہ آپ کے پیروکاروں کو قوت بخشے کہ وہ بھی وہی کام کریں جو آپ نے زمین پر رہتے ہوئے کئے تھے، تا وقتیکہ آپ دوبارہ تشریف نہ لائیں۔

انگور کی مثال میں آخری بات یہ ہے کہ شاخ نہ صرف تنے میں پیوست ہوتی ہے بلکہ ایک شاخ دوسری شاخ میں بھی جڑی ہوتی ہے، خواہ وہ شاخ کمزور ہو یا مضبوط، چھوٹی ہو یا بڑی۔

متلاشیانِ حق کی خدا تعالےٰ کے ساتھ شراکت کی خواہش، حضور المسیح ہی میں پوری ہو سکتی ہے۔ دیگر نعمتوں اور برکتوں کی طرح یہ بھی آپ ہی کی معرفت مل سکتی ہے۔ بے شک ہم کسی ایک جگہ پر تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں، مگر حضور المسیح میں ہم دنیا بھر کے اہلِ ایمان کے ساتھ ایک خاندان ہیں خواہ ہمارا ملک، نسل اور رنگ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ پاک رُوح کے وسیلہ سے

ہم سب ایک دوسرے اور حضور المسیح کے ساتھ ایک بندھن بندھے ہُوئے ہیں، اور بالآخر آپ ہمیں ایک ایسی شراکت میں کامل کر دیں گے جس کی اِس دنیا میں نظیر ہی نہیں ملتی۔

جس طرح چرواہا اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ کو تلاش کرتا ہے، اُسی طرح حضور المسیح بھی ہر انسان کو تلاش کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں خداتعالےٰ کے ساتھ شراکت رکھنے کی خواہش ہے تو اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہی حضور المسیح اس دنیا میں مبعوث ہوئے۔ آپ حضور المسیح کی وساطت سے اِنسانی زندگی کے صحیح مقصد تک پہنچ سکتے ہیں۔

الخاتمہ

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اِس دنیا میں جو سب سے اعلےٰ شے حاصل ہو سکتی ہے اس کا مرکز حضور المسیح کو جاننے کے بھید میں مضمر ہے جو "اندیکھے خدا کی صورت" پر ہیں (انجیل شریف کلسیوں ۱: ۱۵) - وہ شخص جو حضور المسیح کو اور آپ کی وساطت سے خدا تعالےٰ کو پالیتا ہے حقیقی معنوں میں صاحب ایمان ہے، اور بقیہ زندگی میں اُس پر اُسی کا انکشاف ہوتا رہتا ہے جسے اِس نے حضور المسیح میں پایا ہے -

عزیزو! ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ اِن سات بھیدوں کو اپنی زندگی میں پُوری قوت سے اثر انداز ہونے دیں - کیونکہ اب آپ کی دسترس میں وہی شے ہے جس کے آپ آرزو مند اور متلاشی ہیں - حضور المسیح کا فرمان ہے کہ "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سُنیں مگر نہ سنیں" (انجیل شریف، متی ۱۳: ۱۷) - پس، جس طرح کلامِ مُقدس کے ایک اور مقام پر نصیحت کی گئی ہے "خبردار! اُس کہنے والے کا انکار نہ کرنا" (انجیل شریف، عبرانیوں ۱۲: ۲۵) -

بے شک باقی نجات حضور المسیح کی تلاش میں آپ کو اپنی زندگی کی متعدد باتوں کو ترک کرنا ہوگا - جس طرح بادام کا مغز حاصل کرنے کے لئے اُسکے خول کو توڑنا پڑتا ہے، اُسی طرح ممکن ہے آپکو اپنی عزت، مرتبہ، خاندان اور دوست واحباب سے دستبردار ہونا پڑے، یہاں تک کہ ان باتوں سے

بھی جو آپ کو نہایت عزیز ہیں ہاتھ دھونے پڑیں۔

عزیز دا! آخر میں خدا تعالے کے برگزیدہ و مقرب بندے حضرت پولس کے اِن معنی خیز الفاظ پر غور کیجئے۔

"لیکن جتنی چیزیں میرے نفع کی تھیں اُن ہی کو میں نے مسیح کی خاطر نقصان سمجھ لیا ہے۔ بلکہ میں اپنے خداوند مسیح یسوع کی پہچان کی بڑی خوبی کے سبب سے سب چیزوں کو نقصان سمجھتا ہوں۔ جس کی خاطر میں نے سب چیزوں کا نقصان اُٹھایا اور اُن کو کوڑا سمجھتا ہوں تاکہ مسیح کو حاصل کروں اور اُس میں پایا جاؤں۔ نہ اپنی اُس راستبازی کے ساتھ جو شریعت کی طرف سے ہے بلکہ اُس راستبازی کے ساتھ جو مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے ہے اور خدا کی طرف سے ایمان پر ملتی ہے۔ اور میں اس کو اور اس کے جی اٹھنے کی قدرت کو اور اُس کے ساتھ دکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کروں اور اس کی موت سے مشابہت پیدا کروں تاکہ کسی طرح مردوں میں سے جی اُٹھنے کے درجہ تک پہنچوں۔ یہ غرض نہیں کہ میں پا چکا یا کامل ہو چکا ہوں بلکہ اُس چیز کے پکڑنے کے لئے دوڑا ہوا جاتا ہوں جس کے لئے مسیح یسوع نے مجھے پکڑا تھا۔ اے بھائیو! میرا یہ گمان نہیں کہ پکڑ چکا ہوں بلکہ صرف یہ کرتا ہوں کہ جو چیزیں پیچھے رہ گئیں ان کو بھول کر آگے کی چیزوں کی طرف بڑھا ہوا نشان کی طرف دوڑا ہوا جاتا ہوں تاکہ اُس انعام کو حاصل کروں جس کے لئے خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اُوپر بلایا ہے" (انجیلِ جلیل، فلپیوں ۳ : ۷-۱۴)۔

اِس دعوت کو اب اور اِسی وقت قبول کریجئے!!!